519

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔دسمبر2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

(اے) مسودات قانون پر غور وخوض اور اس کی منظوری

مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب 2013 (مسودہ قانون نمبر 15 بابت 2013)

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب 2013، جیسا کہ سپیشل کمیٹی نمبر 1 نے اس کے بارے میں سفارش کی ہے، فی الفور زیر غور لایا جائے۔

ایک وزیر یہ تحریک پیش کریں گے کہ مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب 2013 منظور کیا جائے۔

(بی) عام بحث

"امن وامان پر عام بحث جاری رہے گی"

521

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 6-دسمبر 2013

(یوم الجمع، 2- صفر المظفر 1435ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 15 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِo

اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ
الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَ لَا تَحۡزَنُوۡا وَ اَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ
تُوۡعَدُوۡنَ ﴿۳۰﴾ نَحۡنُ اَوۡلِیٰٓؤُکُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ
وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَشۡتَہِیۡۤ اَنۡفُسُکُمۡ وَ لَکُمۡ فِیۡہَا مَا تَدَّعُوۡنَ ﴿۳۱﴾
نُزُلًا مِّنۡ غَفُوۡرٍ رَّحِیۡمٍ ﴿۳۲﴾

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات 30 تا 32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ (اس پر) قائم رہے ان پر فرشتے اتریں گے (اور کہیں گے) کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہو اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا خوشی مناؤ (30) ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی (تمہارے رفیق ہیں) اور وہاں جس (نعمت) کو تمہارا جی چاہے گا تم کو (ملے گی) اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے (موجود ہو گی) (31) (یہ) بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (32)

وما علینا الا البلاغo

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب سرور حسین نقشبندی نے پیش کی۔

نعت رسولِ مقبول ﷺ

وہ جو چاہیں چاند کو توڑ دیں انہیں اختیار دیا گیا
وہ پھر اس کے ٹکڑوں کو جوڑ دیں انہیں اختیار دیا گیا
جو علی کی عصر قضا ہوئی، تو وہ وقت پر ہی ادا ہوئی
چھپے آفتاب کو موڑ دیں، انہیں اختیار دیا گیا
لکھو نازش ان کا یہ معجزہ، کہ کسی کی آنکھ نکل گئی
وہ لعاب پاک سے جوڑ دیں، انہیں اختیار دیا گیا

سوالات

(محکمہ ہائر ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج کے ایجنڈا پر محکمہ ہائر ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ شمیلہ اسلم صاحبہ کا ہے۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! on her behalf سوال نمبر 639 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے محترمہ فائزہ احمد ملک کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس کی زرعی زمین کے ٹھیکہ کی تفصیلات

*639: **محترمہ فائزہ احمد ملک:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب یونیورسٹی نیو کیمپس لاہور میں اس وقت کتنی زرعی زمین ہے؟

(ب) اس زمین کو ٹھیکہ پر دینے کے لئے یونیورسٹی کیا پالیسی اختیار کرتی ہے اور کتنے سال کے لئے ٹھیکہ پر دی جاتی ہے؟

(ج) 2007 سے لے کر اب تک سال وار ٹھیکیدار کا نام اور ٹھیکہ کی تفصیل بتائی جائے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ وہاں پر کھیل کے گراونڈ کو مختلف شادی بیاہ کی تقریبات کے لئے لیز پر دیا جاتا ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) برائے سال 14-2013 پنجاب یونیورسٹی کی کل زمین تقریباً 951 ایکڑ ہے۔

(ب) تمام پٹاداران کو زمین صرف ایک سال کے لئے لیز پر دی جاتی ہے۔ایک سال کے لئے لیز پر دیئے جانے کی باقاعدہ منظوری یونیورسٹی میں سنڈیکیٹ کی تشکیل شدہ لینڈ کمیٹی کرتی ہے اور زرعی زمین صرف لینڈ کمیٹی کی سفارش پر ہی صرف ایک سال کے لئے لیز پر دی جاتی ہے۔

(ج) ٹھیکہ کی تفصیل کے ضمن میں عرض ہے کہ زمین صرف لینڈ کمیٹی کی منظوری سے ہی صرف ایک سال کے لئے ٹھیکہ پر دی جاتی ہے اور ہر سال لیز کی رقم لینڈ کمیٹی کی سفارش پر بڑھادی جاتی ہے اور نئے ریٹ کے مطابق پٹا کی تجدید کی جاتی ہے۔پٹاداروں کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کھیل کے گراونڈ کے لئے الگ وافر جگہ مخصوص ہے۔شادی بیاہ کے لئے مخصوص جگہ کا کھیل کے گراونڈ سے کوئی تعلق نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(د) کے اندر لکھا ہوا ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کے گراونڈز میں جہاں ٹینٹ لگے ہوئے ہیں وہاں کھیل کے گراونڈ کا تعلق نہ ہے۔آپ جا کر دیکھیں تو وہاں اتنے بڑے بڑے ٹینٹ لگے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ مجھے اطلاع دیں جب آپ دیکھیں گے تو میں بھی دیکھنے کے لئے آجاؤں گا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! آپ نے بھی دیکھے ہوں گے۔

جناب سپیکر: میں اس بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کیمپس روڈ سے گزرتے ہوئے ہی وہ بڑے بڑے ٹینٹ نظر آجاتے ہیں جو شادیوں کے لئے لگائے ہوئے ہیں۔ میں ان کا پوچھ رہا ہوں کہ ان جگہوں کو ہم یونیورسٹی کے لئے کیوں استعمال نہیں کر رہے اور شادی کی تقریبات کے لئے کیوں استعمال کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! سوال کے جواب میں بڑا واضح بتایا ہوا ہے کہ کھیل کے لئے کرکٹ گراونڈ ہے اس کے لئے جو رقبہ چاہئے وہاں پر باقاعدہ پویلین بھی بنا ہوا ہے اور سارا کچھ ہے۔ اس کے علاوہ جگہ جو سڑک کے ساتھ ہے وہ فالتو ہے۔ یونیورسٹیاں autonomous bodies ہیں یہ اپنا فنڈ خود generate کرتی ہیں۔ سوال کے جواب میں جیسے پہلے بتایا گیا ہے کہ جو زمین لیز اور پٹا پر دی ہے اس سے بھی جو پیسے generate ہوتے ہیں وہ یونیورسٹی کے استعمال میں آتے ہیں، اسی طرح یہ گراونڈز دی گئی ہیں اور ایک transparent manner کے ذریعے ان marquees کو لگوایا گیا ہے اور اس کا سارے کا سارا پیسا یونیورسٹی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! کروڑوں روپے بنائے جا رہے ہیں جو باہر کی کمپنیوں کو یہ جگہ لیز پر دی ہوئی ہے اور جنہوں نے لیز پر لی ہوئی ہے وہ زیادہ پیسے بنا رہے ہیں بجائے اس کے کہ وہ یونیورسٹی کو پیسے دیں۔ جنہوں نے وہاں یہ کاروبار شروع کیا ہوا ہے وہ یونیورسٹی کو دی جانے والی رقم سے دس گنا زیادہ کما رہے ہیں اس لئے اس میں کوئی موازنہ نہیں ہے۔ یونیورسٹی کو جو فائدہ حقیقت میں ہو رہا ہے اس کو میرے خیال میں دیکھنا بہت ضروری ہے۔ اس کی تفصیل معلوم کرنا ضروری ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! ایک ایگزیکٹو کلب بنا ہوا ہے جو مانیٹرنگ کرتا ہے، یہ بذریعہ اشتہار ہوا ہے اور یہ شفاف طریق کار سے ہوتا ہے۔ اس مد میں جتنے پیسے آتے ہیں وہ اکاؤنٹس میں reflect ہوتے ہیں جو سارے کے سارے یونیورسٹی کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں مکمل طور پر تسلیم کرتا ہوں کہ یہ بڑا transparent ہوگا۔ اس میں صرف یہ سوال ہے کہ وہاں پر جو لوگ business کر کے جتنا پیسا بنا رہے ہیں اور جو وہ یونیورسٹی کو payment کر رہے ہیں اس میں زمین آسمان کا فرق ہے اس لئے جنہیں یہ ٹھیکہ دیا گیا ہے وہ یونیورسٹی کو جو دے رہے ہیں اس سے یونیورسٹی کو اتنا فائدہ نہیں ہو رہا جتنا یہاں بیان کیا جا رہا ہے۔ یہاں business کرنے والے زیادہ کما رہے ہیں کیونکہ جن لوگوں کو زمینیں دی گئی ہیں ان لوگوں کو oblige کیا گیا ہے۔ ان کی income نہ صرف double ہے بلکہ ten times بڑھ گئی ہے۔ وہ بڑی central location ہے کیونکہ گارڈن ٹاؤن کے بالکل ساتھ یہ لگے ہوئے ہیں۔ یہ شہر سے باہر کی boundary پر نہیں لگے ہوئے۔ This is in the middle of the town.

جناب سپیکر: میرے خیال میں آپ کو اس سے مطمئن ہونا چاہئے کہ یونیورسٹی کی انتظامیہ transparent کام کرتی ہے۔ جس کسی نے یہ کام لینا ہوگا اور وہاں کرنا ہوگا تو ظاہر ہے کہ اس کو کوئی فائدہ ہی ہوگا کیونکہ فائدے کے لئے ہی کوئی لیتا ہے نقصان کے لئے تو کوئی نہیں لیتا۔ میرے خیال میں اس کو چھوڑ دیں۔

جناب احمد خان بلوچ: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! یونیورسٹی کا یہ رقبہ 951 ایکڑ ہے جس پر پوچھا گیا ہے کہ زمین کتنے سالوں کے لئے lease پر دی جاتی ہے اور کس ریٹ پر دی جاتی ہے؟ اس کے کئی سوال بنتے ہیں لیکن

آپ اجازت دو سوالوں کی دیتے ہیں لہذا میں اس میں سے دو ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ اتنا قیمتی رقبہ جو لاہور شہر کا ہے حالانکہ ہمارے دیہات کے رقبے بھی اس وقت پچاس ساٹھ ہزار فی ایکڑ ٹھیکے پر چلے گئے ہیں۔ مجھے افسوس اس بات پر ہے کہ لاہور شہر کا اتنا قیمتی رقبہ ہے جس کی تفصیل میں نے پڑھی ہے کہ 11,17اور28ہزار روپے فی ایکڑ leaseپر دیا گیا ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اتنا سستا رقبہ کیوں دیا جا رہا ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ اس کو نیلام کیوں نہیں کیا جاتا اور اتنے قیمتی رقبے کو ریوڑیوں کی طرح کیوں بانٹ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جواب لے لیتے ہیں لیکن مجھے بھی تھوڑا سا پتا ہے۔ جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ 951ایکڑ رقبہ 78لوگوں کو lease پر دیا گیا ہے۔ اس وقت جو ریٹ چل رہا ہے وہ یہ ہے کہ 45ہزار روپے نہر والے رقبے کا ٹھیکہ ہے اور 35ہزار روپے ٹیوب ویل والے رقبے کا ہے۔ چونکہ اس حوالے سے کچھ لوگ عدالتوں میں گئے ہوئے ہیں اور اس وقت کیس چل رہے ہیں۔ جیسے ہی کیس ختم ہوں گے تو ہم ضرور کریں گے۔ یہ ایک transparent systemہوتا ہے جس کے تحت open auctionہوتی ہے اور اس کے مطابق ٹھیکہ ہوتا ہے لیکن جن کے stayچل رہے ہیں اُن کی وجہ سے یہ problemہے جس کے لئے ہم fightبھی کر رہے ہیں۔ جیسے ہی یہ کیس ختم ہوتے ہیں تو پھر competitive ratesپر یہ رقبہ leaseپر دیا جائے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس میں نیلامی نہیں کی گئی۔ بے شک آپ اس کی تفصیل پڑھ لیں کیونکہ میں نے شروع سے لے کر آخر تک یہ تفصیل پڑھی ہے۔ یہ رقبہ ایسے ہی دیا گیا ہے۔ دوسرا میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر ان ratesسے زیادہ rateپر کوئی لینا چاہے تو کیا یہ اُن لوگوں کو دینے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جن کے کیس عدالت میں ہیں اُن کے علاوہ باقی casesمیں you can compete and anybody can compete.

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! اس سوال میں 2007 سے اب تک رپورٹ مانگی گئی ہے لیکن 2007 سے لے کر اب تک صرف ایک ہی ٹھیکیدار آ رہا ہے۔ 33/33ایکڑ زمین leaseپر لی گئی ہے اور ایک ہی مالک آ رہا ہے کوئی تبدیل نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: وہ مالک نہیں بلکہ tenantہے۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! ریٹ بڑھانے کا نہیں پتا تو یہ بتادیں کہ کتنے فیصد یہ سالانہ بڑھا کر اُس کو lease پر دیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! بتائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس کے اوپر 10 فیصد کا rule applicable ہوتا ہے لیکن ان کی یہ بات ٹھیک ہے کہ یونیورسٹی کے معاملات میں کافی دیر سے عدالتوں میں cases پڑے ہوئے تھے جن کو اب active کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ انشاء اللہ تعالیٰ جتنی بھی land ہوگی اُس کو competitive market میں open bidding کے ذریعے auction کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال باؤ اختر علی صاحب کا ہے۔

باؤ اختر علی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 718 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ہائر ایجوکیشن کے فروغ کے لئے شروع کئے گئے منصوبوں کی تفصیلات

*718: باؤ اختر علی: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حکومت پنجاب نے 2008 سے 2012 تک ہائر ایجوکیشن کے کون کون سے منصوبے شروع کئے؟

(ب) ان منصوبوں کے لئے مالی سالوں کے مطابق جو بجٹ مختص کیا گیا اس کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) حکومت پنجاب نے مالی سال 2008 سے 2012 تک ہائر ایجوکیشن کے مندرجہ ذیل 316 منصوبہ جات شروع کئے، جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

مالی سال 09-2008 میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ہائر ایجوکیشن کے تحت 54 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مالی سال 2009-10 میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ہائر ایجوکیشن کے تحت 58 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مالی سال 2010-11 میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ہائر ایجوکیشن کے تحت 87 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مالی سال 2011-12 میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ہائر ایجوکیشن کے تحت 21 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (ت) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مالی سال 2012-13 میں حکومت پنجاب نے سالانہ ترقیاتی پروگرام برائے ہائر ایجوکیشن کے تحت 96 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے ان کی تفصیل ضمیمہ (ٹ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مندرجہ بالا مالی سالوں کے دوران پہلے سے جاری شدہ منصوبہ جات کی تفصیل کو شامل نہیں کیا گیا ہے۔ صرف ان منصوبہ جات کی تفصیل فراہم کی گئی ہے جو مذکورہ بالا پانچ سالوں میں ہی شروع ہوئے تھے۔

(ب) ان منصوبہ جات کو فراہم کردہ بجٹ کی تفصیل ضمیمہ (الف سے ٹ) پر ہر مالی سال کے عنوان کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ فراہم کردہ تفصیل سالانہ ترقیاتی پروگرامز برائے ہائر ایجوکیشن کے تحت شائع شدہ منصوبہ جات سے متعلق ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! وزیر موصوف یہ بتائیں کہ انہوں نے جو مالی سال 2012-13 میں ترقیاتی منصوبے 96 بتائے ہیں ان میں کوئی ایسا منصوبہ پی پی۔144 لاہور میں زیر غور ہے یا کوئی فنڈ وغیرہ مہیا کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: کیا پی پی۔144 میں؟

باؤ اختر علی: جی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ ویسے نیا سوال بنتا ہے کیونکہ اِن کا سوال یہ تھا کہ پنجاب میں کتنے منصوبے شروع کئے گئے ہیں جن کی پوری detail دے دی گئی ہے۔ اگر یہ specific کسی حلقے کا پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ان کو نیا سوال پوچھنا پڑے گا۔

باؤ اختر علی: جناب سپیکر! میرا یہ ضمنی سوال بنتا ہے کیونکہ میں نے تفصیل پورے پنجاب کی مانگی ہے لہذا پورے پنجاب میں لاہور بھی آتا ہے۔ میرا حلقہ لاہور میں ہے جس میں مغلیہ دَور کے دو کالج ہیں ایک بوائز اور ایک گرلز۔ ان دو کالجوں کے سوا وہاں پر کوئی ایسی سہولت موجود نہیں ہے۔ میں اِن کے جواب میں سے ہی پوچھ رہا ہوں کیونکہ انہوں نے بتایا ہے کہ پنجاب میں 96 منصوبہ جات ایسے ہیں جن کے لئے فنڈز مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے صرف یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کوئی ایسا منصوبہ میرے حلقہ پی پی۔144 میں بھی زیر غور ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ check کر کے بتا دیتا ہوں کیونکہ یہ specific سوال نہیں تھا لیکن باؤ صاحب ہمارے بڑے قابل احترام ممبر ہیں اس لئے اگر کوئی منصوبہ ہوگا تو تفصیل بتا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: میں بھی اپنی طرف سے پتا کر رہا ہوں کہ شاید ضمیمہ میں کہیں اس کی تفصیل آ گئی ہو۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اگر کوئی منصوبہ ہوا تو ان کو بتا دیں گے ورنہ اگر کوئی منصوبہ نہیں ہے تو شروع کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، آپ ان کو بتا دیں۔

باؤ اختر علی: شکریہ

سردار شہاب الدین خان: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے بتایا ہے کہ مالی سال 13-2012 میں ترقیاتی پروگرام برائے ہائر ایجوکیشن کے تحت 96 نئے منصوبہ جات کے لئے فنڈز فراہم کئے گئے ہیں جس کی تفصیل میرے سامنے نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر: جی، ایوان کی میز پر جو تفصیل رکھی گئی ہے آپ وہاں سے دیکھ لیں۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ اِدھر آ کر دیکھیں اس کی تفصیل ضمیمہ (ٹ) میں ہے۔ جواب کی کاپی کے اوپر نہیں لکھا جاتا بلکہ ہمارے دفتر میں اس کی تفصیل آتی ہے۔ میں نے اسی لئے کہا ہے کہ اتنا لمبا چوڑا جواب میں پڑھ نہیں سکوں گا کیونکہ اس پر ٹائم زیادہ صَرف ہو گا۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! اگر منسٹر صاحب جواب دے دیں تو میرا مختصر سا ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! ان 96 منصوبہ جات میں کیا جنوبی پنجاب میں بھی کوئی نئی سکیم شروع کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، distinction کوئی نہیں ہے بلکہ پورے پنجاب میں ہے۔ یقیناً کوئی منصوبہ ہو گا آپ تفصیل check کر لیں۔ اگلا سوال لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان صاحب کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! .On his behalf سوال نمبر 808 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ: گورنمنٹ کالج برائے خواتین میں عملہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*808: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے گورنمنٹ کالج برائے خواتین رجانہ میں تدریسی سٹاف کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ درج بالا کالج میں تدریسی سٹاف کی کمی ہے اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کمی کو کب تک پورا کیا جائے گا۔ ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) نئے تعمیر شدہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین رجانہ میں کلاسز کا اجراء سال2012میں ہوا۔ محکمہ ہائر ایجوکیشن پنجاب کو پالیسی کے مطابق 22 تدریسی اسامیوں کی ڈیمانڈ بھیجی گئی تھی جبکہ محکمہ ہذا نے بذریعہ لیٹر نمبر SO (Personnel)23-11/2012 مورخہ 4۔اکتوبر2012 کے تحت پالیسی کے مطابق 11 تدریسی اسامیوں کی منظوری دی۔ ان منظور شدہ اسامیوں میں سے تدریسی عملہ کی گیارہ میں سے چار اسامیاں بشمول پرنسپل پُر ہیں اور باقی اسامیوں پرCTI کی تقرری ہو چکی ہے اور اب کالج کی طرف سے باقی گیارہ اسامیوں کی ڈیمانڈ اور بجٹ محکمہ ہائر ایجوکیشن پنجاب کو بھجوائی گئی ہے جو کہ محکمہ میں منظوری کے مراحل میں ہے۔

(ب) تدریسی سٹاف کی کمی ہے لیکن نئے کالجز کی پالیسی کے مطابق پہلے آدھی اسامیوں کی ہی منظوری دی جاتی ہے اور جب طلبہ کی تعداد 250 یا اس سے تجاوز کر جائے تو باقی اسامیوں کی منظوری دی جاتی ہے۔ اب چونکہ طلبہ کی تعداد 250 سے تجاوز کر گئی ہے اس لئے باقی ماندہ گیارہ اسامیاں بھی محکمہ میں منظوری کے مراحل میں ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں لکھا گیا ہے کہ نئے تعمیر شدہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین رجانہ میں کلاسز کا اجراء 2012 میں ہوا۔ محکمہ ہائر ایجوکیشن پنجاب کو پالیسی کے مطابق بائیس تدریسی اسامیوں کی ڈیمانڈ بھیجی گئی جبکہ محکمہ نے مورخہ 4۔اکتوبر2012 کے تحت پالیسی کے مطابق گیارہ تدریسی اسامیوں کی منظوری دی۔ ان منظور شدہ اسامیوں میں سے تدریسی عملہ کی گیارہ میں سے چار اسامیاں بشمول پرنسپل پُر ہیں اور باقی اسامیوں پرCTI کی تقرری ہو چکی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یہ گیارہ اسامیاں منظور کی گئی ہیں تو سات اسامیوں پرCTI کیوں لگائے گئے ہیں اور یہاں پرregular سٹاف کیوں نہیں لگایا گیا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب بھی کوئی نیا کالج بنتا ہے اور جو اس کی ڈیمانڈ ہوتی ہے اس کے مطابق محکمہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو اسامیاں بھیجتا ہے تب پبلک سروس کمیشن

نے ہی امتحان لے کر متعین کرنا ہوتا ہے۔ تعلیمی سلسلے کو جاری رکھنے کے لئے CTI's رکھے جاتے ہیں اور جب تک نئی بھرتی نہیں ہوتی تب تک یہ لوگ وہاں پر کام کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو نو ماہ کے لئے engage کیا جاتا ہے اور ہر سال ان کی دوبارہ سے نئی بھرتی ہوتی ہے جب تک کہ پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے لوگ آ نہیں جاتے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! بھرتی specific کسی کالج کے لئے نہیں ہوتی بلکہ overall پورے پنجاب کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کرتا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے یہ تو نہیں کہا کہ وہ صرف اسی کالج کے لئے ہی بھرتی ہو گی۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! لوگ پہلے موجود ہوتے ہیں اور باقی انہوں نے جو چار لوگوں کا بتایا ہے تو وہ بھی کہیں سے shift ہو کر آئے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی rationalization بھی ہے اور اِن کے پاس بہت سے طریقے ہیں۔ جی، منسٹر صاحب! ان کو بتائیں اور تسلی کروائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب کوئی نیا کالج بنتا ہے تو اس میں پچاس فیصد strength approve کی جاتی ہے۔ اوپر کے گریڈ 18,19 اور 20 کے لوگ محکمہ ہائر ایجوکیشن کے پاس موجود ہوتے ہیں اور انہی میں سے ہی ان کالجوں کے اندر لایا جاتا ہے۔ گریڈ 17 کے لئے جتنی بھی خالی اسامیوں کی لسٹ پورے پنجاب سے اکٹھی ہوتی ہے وہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی جاتی ہے اور جب اس کالج کے طلباء کی تعداد اڑھائی سو سے زیادہ ہو جاتی ہے تو باقی ماندہ پچاس فیصد کی demand بھی ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دی جاتی ہے تو یہ ایک پورا process ہے جس کے اندر لیکچرار اور اساتذہ کی بھرتی کے لئے ہم demand فوری پبلک سروس کمیشن کو بھجواتے ہیں کیونکہ انہوں نے بندے دینے ہوتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! جز (ب) میں لکھا ہے کہ 250 یا اس سے تعداد تجاوز کر جائے تو باقی اسامیوں کی منظوری دی جاتی ہے۔ اس کالج میں پہلے سال میں ہی تعداد 250 سے تجاوز کر گئی ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو گیارہ اسامیاں محکمہ کی منظوری کے مراحل میں ہیں ان کے متعلق وزیر موصوف بتائیں گے کہ آنے والے سال میں یہ اسامیاں منظور ہو جائیں گی یا سالہا سال تک یہ سلسلہ منظوری کے مراحل میں چلتا رہے گا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب ہم demand بھیجتے ہیں تو جب تک پبلک سروس کمیشن سے recommendation نہیں آ جاتی تو اگلی اسامیاں بھی CTI کی مدد سے ہی پوری کی جاتی ہیں کیونکہ ہم اس کالج کے نظام کو خراب نہیں کرنا چاہتے جیسے ہم نے demand بھیجی ہے تو CTI کی بھرتی کا عمل بالکل عنقریب شروع ہو جائے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال یہ تھا کہ یہ گیارہ اسامیاں جو منظوری کے مراحل میں ہیں یہ جز (ب) کا دوسرا حصہ ہے کہ جو اڑھائی سو تعداد پوری ہونے پر منظوری کے مراحل میں ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 2014 میں اس کی منظوری کے مراحل طے ہو جائیں گے یا نہیں؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ امید واثق ہے کہ ہو جائیں گے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ انہوں نے سنا نہیں تھا اور جو آپ نے فرمایا ہے میں نے بھی یہی عرض کیا تھا کہ جلد ہی ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سوال کا نمبر 809 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: گورنمنٹ ڈگری کالج رجانہ میں آرٹس کی کلاسز کا اجراء و دیگر تفصیلات

*809: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) سردار محمد ایوب خان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج رجانہ (بوائز) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آرٹس کی کلاسز کا اجراء چالیس فیصد SNE کی منظوری کے بعد کر دیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ درج بالا کالج میں سائنس کی کلاسز کا اجراء ابھی تک نہیں ہو سکا؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج میں کب تک 100 فیصد سائنس کی کلاسز کا اجراء ہو جائے گا اور دیگر سہولیات فراہم کی جائیں گی؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج رجانہ (بوائز) ٹوبہ ٹیک سنگھ میں آرٹس کی کلاسز کا اجراء 01-09-2009 کو چالیس فیصد SNE کی منظوری کے بعد کر دیا گیا تھا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ درجہ بالا کالج میں سائنس کی کلاسز کا بھی اجراء ابھی تک نہیں ہو سکا کیونکہ کالج کے قیام کے وقت منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کم تھی اور سائنس مضامین کے لئے اساتذہ کی چار اسامیوں کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے کالج ہذا کے قیام کے وقت کالج میں لازمی مضامین کے ساتھ چند ضروری آرٹس مضامین کا اجراء کیا جا سکا۔

(ج) اب محکمہ ہائر ایجوکیشن کی پالیسی کے مطابق فنانس ڈیپارٹمنٹ کو بذریعہ چٹھی نمبری U.O. NO. SO (PERSONNEL) 23-7/2008 مورخہ 19۔نومبر 2013 درخواست کی گئی ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز رجانہ میں اساتذہ کی باقی ماندہ 13 اسامیوں کا اجراء کر دیا جائے۔ محکمہ فنانس کی منظوری کے ساتھ ہی کالج ہذا میں سائنس مضامین کے اساتذہ کی اسامیاں مہیا کر دی جائیں گی اور کالج میں سائنس مضامین میں کلاسز کا اجراء ہو جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کے جز (ب) میں لکھا گیا ہے کہ درج بالا کالج میں سائنس کی کلاسز کا ابھی تک اجراء نہیں ہو سکا کیونکہ کالج کے قیام کے وقت منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کم تھی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سائنس جو اس وقت کی dire need ہے اور آنے والی جو بھرتیاں ہو رہی ہیں وہ بھی بی ایس سی، ایم ایس سی بچوں کی ہو رہی ہیں لیکن وہاں آرٹس کے مضامین شروع کر دیئے گئے ہیں سائنس کے مضامین کیوں شروع نہیں ہو سکے اگر وہ کمی تھی تو وہ آرٹس پر کیوں نہیں آئی وہ سائنس کے سٹاف پر کیوں آئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! جب اس کالج کا اجراء کیا گیا تھا تو اس وقت وہاں پر پہلے ہی دو ہائر سیکنڈری سکولز کام کر رہے تھے جہاں پر سائنس کی کلاسز بھی ہیں تو اس وقت وہ وہاں کی ضرورت تھی۔ یہاں پر آرٹس کے مضامین رکھے گئے جبکہ اکنامکس اور states کے مضامین بھی رکھے

گئے۔ایک گروپ جو بنایا جاتا ہے تو اس میں جو پہلی feasibility بنی تھی وہ آرٹس کی تھی اور اب اس کے بعد ہم نے سائنس کے ٹیچرز کا لکھ کر بھیج دیا ہوا ہے اور یہ بتایا بھی ہوا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سال یا اگلے سال کے شروع میں وہ کمی ہم پوری کر دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ وہاں دو ہائر سیکنڈری سکولز بھی کام کر رہے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ ان ہائر سیکنڈری سکولز میں بھی آرٹس کی کلاسز ہی ہو رہی ہیں اور وہاں سائنس کی کلاسز پہلے نہیں ہو رہی تھیں۔اسی وجہ سے یہ کالج initiate کیا گیا اور بنایا گیا تھا۔اگر آرٹس ہی پڑھنا تھی تو پہلے دو ہائر سیکنڈری سکولز موجود تھے جہاں پر کلاسز ہو رہی تھیں تو پھر کیا "تک" تھی کہ وہاں نئے سرے سے گورنمنٹ کا کروڑوں روپے لگا کر کالج بنایا جائے۔آج بھی جو سیکنڈری سکول ہے اس کے طلباء کی تعداد کالج سے چار گنا زیادہ ہے جبکہ اس کالج پر حکومت کا کروڑوں روپے لگ چکا ہے لیکن سائنس کی کلاسز پھر بھی شروع نہیں ہوئیں۔

جناب سپیکر: یہ میرے "انکل" میاں رفیق صاحب کی کمی پوری کر رہے ہیں جو کہ آج نہیں ہیں، ماشاءاللہ۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میرے فاضل دوست وہاں سے منتخب ہو کر آئے ہیں۔ وہاں پر ایف ایس سی کی کلاسز ہو رہی ہیں، ہائر سیکنڈری سکولز میں سائنس کے ٹیچرز بھی موجود ہیں اور کالج کے لئے ایوان کو apprise کیا ہے کہ ہم نے پہلے ہی لکھ کر بھیج دیا ہوا ہے اور جیسے ہی ہمیں اساتذہ available ہوں گے تو ہم فوری طور پر سائنس کی کلاسز بھی شروع کر دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ منسٹر صاحب نے فرمایا کہ لکھ کر بھیج دیا گیا ہے جو کہ اسامیوں کی حد تک ہے۔اب کلاسز شروع کرنے کا ان کا کوئی منصوبہ ہے اس کے لئے کوئی pre-requisite ہے کہ وہاں پر سائنس کی لیبارٹری بنا دی گئی ہے یا اس کے لئے کوئی فنڈز رکھے گئے ہیں اگر یہ کلاسز شروع کرنا چاہتے ہیں تو کیا وہاں پر سائنس لیب بن چکی ہے یا اس کے لئے فنڈ ہی آ گئے ہیں؟

جناب سپیکر: اور کالج میں سائنس مضامین کی کلاسز کا اجراء ہو جائے گا۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اس کے اجراء کے لئے سائنس لیب ضروری ہے تو کیا وہ وہاں پر بن چکی ہے یا اس کے لئے کوئی فنڈز مختص کر دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں اپنے دوست کا بڑا احترام کرتا ہوں۔ میری خواہش تھی کہ یہ کالج کا visit کرکے آتے یا ڈائریکٹر۔۔۔

جناب سپیکر: اکیلے ان کا ہی احترام نہیں بلکہ آپ کو سب ممبران کا احترام کرنا چاہئے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سب کا احترام کرتا ہوں۔ اگر یہ ڈائریکٹر کالجز کو مل کر آتے تو انہیں پتا ہوتا کہ وہاں پر سائنس لیب بن چکی ہے اور یہ اجراء کے لئے صرف لکھا ہوا ہے جیسے ہی ادھر سے letter آئے گا تو سب کچھ شروع ہو جائے گا۔

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سردار وقاص حسن موکل: جناب سپیکر! میں اس حوالے سے ایک چیز highlight کرنا چاہوں گا کہ یہ سوال 2013-06-27 کو put up کیا گیا ہے اور اس کے جز (ج) کے جواب میں تحریر کیا گیا ہے کہ 2013-11-19 کو درخواست کی گئی ہے تو میرا سوال یہ ہے کہ کیا اس سوال کے جواب میں محکمہ نے کارروائی کے لئے یہ letter لکھا ہے کیونکہ اجراء سے لے کر 2013 تک پانچ سالوں میں اگر باقی کے پہلے letter لکھے گئے ہیں تو وہ کہاں پر ہیں؟ کیا صرف on the floor of the House جواب دینے کی حد تک یہ کارروائی کی جارہی ہے یا کچھ ہو جائے گا کیونکہ بات پھر وہیں پر آ جائے گی کہ "ہو جائے گا" کب ہو جائے گا؟ 2009 سے آج 2013 تو آ گیا ہے اور آج بھی یہ جواب مل رہا ہے کہ ہو جائے گا تو کیا اگلے سوال آنے تک پھر ہم انتظار کریں گے؟ وزیر موصوف ہمیں exact timeline دیں کہ اس کے بعد یہ ہو جائے گا۔ یہ ایک letter جو انہوں نے بھیجا ہے وہ بھی اس سوال کے جواب میں کارروائی ڈالنے کے لئے کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ تعلیم انتہائی سنجیدہ موضوع ہے اور اس پر جو گفتگو بھی کی جانی چاہئے اس پر جو facts of the case ہیں انہیں دیکھ کر بات کی جانی چاہئے۔ حکومت کا جو vision ہے، اگر آپ پچھلے پانچ سالوں میں ایجوکیشن سیکٹر چاہے وہ ہائر ایجوکیشن یا سکولز ایجوکیشن ہے تو اس کی کارکردگی دیکھیں تو جیسے سکولوں اور کالجوں کی building کی

جو capacity بڑھائی گئی، جس طرح ان کالجوں کو centre of excellence بنانے کی کوشش کی جارہی ہے تو اس کے لئے پہلی بات تو یہ ہے کہ کالج کی approval دینے کے بعد اس علاقے کو جتنے remote areas ہیں ان کے اندر تعلیم کو فروغ دینے کے لئے ان کوششوں کا آغاز کیا گیا۔ یہ ایک process ہوتا ہے اور میں اس معزز ایوان کو apprise کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت اس کالج کو بنانے کا فیصلہ ہوا تو اس وقت چونکہ نیچے دو ہائر سیکنڈری سکولوں میں ایف ایس سی کی کلاسز چل رہی تھیں اس لئے آرٹس کی کلاسز کا یہاں پر اجراء کیا گیا اور طلباء کی تعداد، جو سب سے اہم چیز ہوتی ہے کہ طلباء جس فیکلٹی کے آرہے ہیں ان کی تعداد جب اتنی ہو گئی ہے تو وہاں سائنس کی کلاسز کے لئے labs بن چکی ہیں۔ یہ ایک process ہے اور یہ labs کوئی چند دنوں میں نہیں بن جاتیں۔ ایک کالج بننے میں تین سال کا وقت لگتا ہے اور آگے سال سوا سال ان کی بلڈنگز اور دیگر ضروریات کے لئے لگ جاتا ہے اس کے لئے یہ سارا کچھ بنا دیا گیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ جنوری فروری تک یہاں پر سائنس ٹیچرز کی بھرتی ہو جائے گی اور یہاں پر سائنس کی کلاسز بھی شروع ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے سوال کا نمبر 1029 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاد باغ میں اساتذہ کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1029: **ملک تیمور مسعود:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاد باغ لاہور کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) اس کے قیام پر کل کتنے اخراجات آئے؟

(ج) اس کالج میں کل کتنی اساتذہ کام کر رہی ہیں؟

(د) اس کالج میں کتنے شعبہ جات ہیں اور ان شعبہ جات کے اساتذہ کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟

(ہ) کتنی پروفیسرز، اسسٹنٹ پروفیسر، لیکچرار ایسی ہیں، جو عرصہ تین سال سے زائد اس کالج میں اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہی ہیں، ان کے نام و گریڈ سے آگاہ کریں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) 01-09-1982

(ب) اس کے قیام کے اخراجات کا ریکارڈ PWD کے پاس ہے۔

(ج) اس کالج میں 46 اساتذہ کی اسامیاں sanctioned ہیں۔

(د)

کل شعبہ جات 20

شعبہ جات	اساتذہ کے نام، عہدہ	عرصہ تعیناتی
انگریزی	مس منزہ مبین (ایسوسی ایٹ پروفیسر)	23 سال
	مسز کنیز فاطمہ (اسسٹنٹ پروفیسر)	18 سال 6 ماہ
	مسز ثمینہ حمید (اسسٹنٹ پروفیسر)	10 سال 7 ماہ
	مسز فرخ خورشید (اسسٹنٹ پروفیسر)	ایک سال 9 ماہ
	مسز عندلیب ہاشمی (لیکچرار)	7 سال 9 ماہ
	مسز جویریہ سلیم (لیکچرار)	2 سال 1 ماہ
	مس لبنیٰ نثار (لیکچرار)	1 سال 8 ماہ
اردو	مسز روبیہ سیف (اسسٹنٹ پروفیسر)	1 سال
	مس لبنیٰ شمیم (اسسٹنٹ پروفیسر)	4 سال 5 ماہ
	مسز عالیہ مریم (لیکچرار)	19 سال 2 ماہ
	مسز آمنہ صالح حسین (لیکچرار)	2 سال 5 ماہ
	مسز نگہت جہاں (لیکچرار)	4 ماہ
	مسز صائمہ بٹ (لیکچرار)	4 ماہ
اسلامیات	مسز اسما ملک (لیکچرار)	8 سال 6 ماہ
	مسز نسرین سیف (لیکچرار)	12 سال 3 ماہ
	مسز عابدہ نورین (لیکچرار)	5 سال 7 ماہ
	مسز آسیہ ظہیر (لیکچرار)	5 سال 6 ماہ
	مسز ساجدہ پروین (لیکچرار)	5 سال
سیاسیات	مسز حسن آراء (اسسٹنٹ پروفیسر)	19 سال
	مسز فرزانہ یاسمین (لیکچرار)	13 سال 10 ماہ
	مس لبنیٰ منیر (لیکچرار)	5 سال 6 ماہ
	مسز عبرین بشارت (لیکچرار)	5 ماہ
اکنامکس	مسز رشیدہ کلیم (ایسوسی ایٹ پروفیسر)	3 سال 5 ماہ
	مسز نسرین اختر (اسسٹنٹ پروفیسر)	5 سال 7 ماہ
ایجوکیشن	مسز زیب النساء (اسسٹنٹ پروفیسر)	18 سال 10 ماہ
	مس نغمہ کوکب (لیکچرار)	2 سال 3 ماہ

پنجابی	مسز زرین باجوہ (اسسٹنٹ پروفیسر)	18 سال 10 ماہ
	مسز قیصر جبیں (لیکچرار)	13 سال 9 ماہ
ہوم اکنامکس	مسز رفعت شاہد (اسسٹنٹ پروفیسر)	25 سال 7 ماہ
کیمسٹری	مسز طیبہ جاوید (اسسٹنٹ پروفیسر)	25 سال 11 ماہ
ہسٹری	مسز شاہدہ ہادی (اسسٹنٹ پروفیسر)	20 سال 3 ماہ
	مسز معصومہ کنول (لیکچرار)	1 سال 5 ماہ
ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن	مسز عظمیٰ غوری (لیکچرار)	7 سال 2 ماہ
فائن آرٹس	مس فارینہ صلاح الدین (لیکچرار)	6 سال
نفسیات	مسز شگفتہ سلیم (لیکچرار)	5 سال ایک ماہ
ریاضی	مس شازیہ شہادت (لیکچرار)	5 سال 6 ماہ
بیالوجی	مسز تحسین جمیل (لیکچرار)	5 سال 5 ماہ
جغرافیہ	مسز حناء شکور (لیکچرار)	4 سال 6 ماہ
شماریات	مسز ہما دستگیر (لیکچرار)	2 سال 1 ماہ
کامرس	مس صوبیہ نثار (لیکچرار)	1 سال 4 ماہ
عربی	مس زیب النساء (لیکچرار)	1 سال 4 ماہ
فزکس	مسز مہوش نسرین (لیکچرار)	8 ماہ
فارسی	مسز امتہ الزہرا (ایسوسی ایٹ پروفیسر)	27 سال

(ہ)

تین سال سے زائد عرصہ سے ڈیوٹی سرانجام دینے والی اساتذہ

شعبہ جات	اساتذہ کے نام، عہدہ	عرصہ تعیناتی
انگریزی	مس منزہ مبین (ایسوسی ایٹ پروفیسر)	23 سال
	مسز کنیز فاطمہ (اسسٹنٹ پروفیسر)	18 سال 6 ماہ
	مسز ثمینہ حمید (اسسٹنٹ پروفیسر)	10 سال 7 ماہ
	مسز عندلیب ہاشمی (لیکچرار)	7 سال 9 ماہ
اردو	مس لبنیٰ شمیم (اسسٹنٹ پروفیسر)	4 سال 5 ماہ
	مسز عالیہ مریم (لیکچرار)	19 سال 2 ماہ
اسلامیات	مسز اسماء ملک (لیکچرار)	8 سال 6 ماہ
	مسز نسرین سیف (لیکچرار)	12 سال 3 ماہ
	مسز عابدہ نورین (لیکچرار)	5 سال 7 ماہ
	مسز آسیہ ظہیر (لیکچرار)	5 سال 6 ماہ
	مسز ساجدہ پروین (لیکچرار)	5 سال
سیاسیات	مسز حسن آراء (اسسٹنٹ پروفیسر)	19 سال
	مسز فرزانہ یاسمین (لیکچرار)	13 سال 10 ماہ
	مس لبنیٰ منیر (لیکچرار)	5 سال 6 ماہ

اکنامکس	مسز رشیدہ کلیم (ایسوسی ایٹ پروفیسر)	3سال5ماہ
	مسز نسرین اختر (اسسٹنٹ پروفیسر)	5سال7ماہ
ایجوکیشن	مسز زیب النساء (اسسٹنٹ پروفیسر)	18سال10ماہ
پنجابی	مسز زرین باجوہ (اسسٹنٹ پروفیسر)	18سال10ماہ
	مسز قیصر جبیں (لیکچرار)	13سال9ماہ
ہوم اکنامکس	مسز رفعت شاہد (اسسٹنٹ پروفیسر)	25 سال7ماہ
کیمسٹری	مسز طیبہ جاوید (اسسٹنٹ پروفیسر)	25سال11ماہ
ہسٹری	مسز شاہدہ ہادی (اسسٹنٹ پروفیسر)	20سال3ماہ
ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن	مسز عظمیٰ غوری (لیکچرار)	7سال2ماہ
فائن آرٹس	مس فارینہ صلاح الدین (لیکچرار)	6سال
نفسیات	مسز شگفتہ سلیم (لیکچرار)	5سال ایک ماہ
ریاضی	مس شازیہ شہادت (لیکچرار)	5سال6ماہ
بیالوجی	مسز تحسین جمیل (لیکچرار)	5سال5ماہ
جغرافیہ	مسز حناء شکور (لیکچرار)	4سال6ماہ

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں نے اس سوال کے جز(ب) میں اخراجات کی تفصیلات مانگی تھیں لیکن محکمہ کی طرف سے جواب میں لکھا ہے کہ اس کے اخراجات کا ریکارڈ PWD کے پاس ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ میری راہنمائی فرمائیں کہ آیا Rules of Business کے مطابق کیا یہ محکمہ تعلیم کی ذمہ داری نہیں ہے کہ وہ PWD سے اس کی تفصیلات لے کر ایوان کو آگاہ کرے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ویسے یہ مجھے بھی اچھا نہیں لگا۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! آپ کی observations بالکل ٹھیک ہیں۔ میں ہمیشہ ایوان میں اس بات کی support کرتا رہا ہوں کہ یہ ایوان custodian ہے، یہ اس ایوان کی sanctity ہے کہ محکموں کی طرف سے جو بھی جوابات آئیں ان میں seriousness نظر آنی چاہئے اور اُن کا ہوم ورک بھی complete ہونا چاہئے۔ جب یہ سوال میرے پاس آیا تھا تو میں نے محکمے کو اُسی وقت کہا تھا، محکمے نے اِس کی details تو فوری طور پر provide کر دی لیکن unfortunately اُس وقت تک یہ print ہو چکا تھا۔ میں اپنے فاضل دوست کو اس کی تفصیل بتا دیتا ہوں۔ یہ کالج 1982 میں بنا تھا اور اس کے اوپر 37,56000 روپے کا خرچہ آیا تھا، technical approval کے بعد یہ خرچہ 3787000 ہو گیا تھا۔ محکمے کی طرف سے جو نامکمل جواب آیا ہے۔ یہاں پر سیکرٹری ہائر ایجوکیشن اور ڈپٹی سیکرٹریز موجود ہیں متعلقہ ڈپٹی سیکرٹری جن کی طرف سے یہ جواب آنا تھا اُن کی سیکرٹری

ہائرایجوکیشن نے باز پرس بھی کی تھی۔ایوان میں یہ جو نامکمل جواب آیا ہے اس کے لئے میں آپ کے throughاس معزز ایوان سے معذرت خواہ ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! جز(ج) میں سوال کیا گیا تھا کہ اس کالج میں کل کتنی اساتذہ کام کر رہی ہیں؟ جواب میں لکھا گیا ہے کہ اس کالج میں چالیس اساتذہ کی اسامیاں sanctioned ہیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ کتنی اسامیوں پر اساتذہ کام کر رہے ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں؟ میرا خیال ہے کہ اس کا جواب بھی نامکمل ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس کی لسٹ ایوان میں رکھ دی گئی ہے وہ kindly دیکھ لیں۔

ملک تیمور مسعود: کیا یہ sanctioned list ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جو کام کر رہے ہیں یہ اُن کی لسٹ ہے۔

جناب سپیکر: یہ جواب میں نام لکھے تو ہوئے ہیں کہ کون سے ٹیچر کتنے عرصے سے تعینات ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! یہ گنتی کرنی پڑے گی کہ ان کی تعداد 46 ہے یا اس سے زیادہ ہے۔

جناب سپیکر: کیا یہ گنتی مجھے کرنی پڑے گی یا آپ کریں گے؟

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! یہ گنتی میں کر لیتا ہوں، انہوں نے صرف sanctioned list دی ہے جبکہ میں نے صرف کام کرنے والوں کا پوچھا تھا۔

جناب سپیکر: انہوں نے کام کرنے والوں کا بھی بتایا ہوا ہے۔

ملک تیمور مسعود: ان کی مہربانی ہے۔ جز(د) میں پوچھا گیا تھا کہ اس کالج میں کتنے شعبہ جات ہیں، ان شعبہ جات کے اساتذہ کے نام، عہدہ اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کریں؟ ان کی طرف سے جو جواب آیا ہے اس کی تفصیلات میں اگر دیکھا جائے تو ان تمام اساتذہ میں سے ہر استاد کی تعیناتی کا عرصہ پانچ سال سے لے کر پچیس سال تک ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو اتنے عرصے سے یہاں پر اساتذہ تعینات ہیں کیا قواعد کے مطابق اُن کی عرصہ تعیناتی بنتی ہے؟ میرے ناقص علم کے مطابق تین سال کی تعیناتی کے بعد

ان کی ٹرانسفر ہونی چاہئے۔ شاید اس کالج میں KPK کی گورنمنٹ کے تحت transfer posting پر ban لگا ہوا ہے۔ محترم منسٹر اگر اس کی تفصیل بتا دیں گے تو ان کی مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ قانون میں کہیں پر بھی نہیں ہے کہ تین سال کے بعد ان کو ٹرانسفر کیا جاتا ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے یہ قانون کہاں سے لیا ہے۔ یہ سارا performance کی بنیاد پر ہوتا ہے، جہاں پر performance satisfactory ہوتی ہے وہاں پر لوگ کام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کوئی انتظامی امور کی پوسٹ نہیں ہے۔

ملک تیمور مسعود: چلیں، ٹھیک ہے میں ان کی بات پر یقین کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاباش۔ آپ کو بھی شاباش اور منسٹر صاحب کو بھی شاباش۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! انہوں نے جو تفصیل دی ہے یہ 46 اساتذہ کی sanctioned list ہے جبکہ میری گنتی کے مطابق یہ 47 اساتذہ کی لسٹ ہے۔

جناب سپیکر: چلیں، اگر اس میں کوئی کمی ہو گی تو وہ دور کر دیں گے، اب اس کو چھوڑ دیں۔ اگلا سوال محترمہ عائشہ جاوید کا ہے۔ محترمہ عائشہ جاوید!۔۔۔ موجود نہیں ہیں ان کا سوال dispose of کرنا پڑے گا۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1084 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: پنجاب یونیورسٹی شعبہ ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں کام کرنے والے اساتذہ کی تفصیلات

*1084: **محترمہ راحیلہ انور:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور کے شعبہ ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں کتنے ہمہ وقتی اور کتنے جزو وقتی اساتذہ کام کر رہے ہیں، انہیں کون سے سکیل میں ملازم رکھا گیا ہے؟

(ب) اس شعبہ کے مستقل چیئرمین کون ہیں اور انہیں یونیورسٹی کی طرف سے کیا مراعات دی جاتی ہیں،ان کی ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں کیا خدمات ہیں؟

(ج) مذکورہ شعبہ میں جتنے ریسرچ سکالرز کام کر رہے ہیں،ان کے نام، تعلیم اور ریسرچ کی تفصیل برائے سال 11-2010اور 2012مہیا کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) شعبہ ہذا میں اس وقت درج ذیل ہمہ وقتی اور جز وقتی اساتذہ کام کر رہے ہیں۔

1- پروفیسر ڈاکٹر عنبرین جاوید، قائم مقام ڈائریکٹر / پروفیسر، سکیل 21
2- پروفیسر (ر)ڈاکٹر محمد جہانگیر خان تمیمی، پروفیسر (کنٹریکٹ) سکیل 21
3- ڈاکٹر عبدالمجید، سینئر ریسرچ فیلو، سکیل 18(اسسٹنٹ پروفیسر ایڈہاک پی ایچ ڈی کی بنیاد پر سکیل 19)
4- ڈاکٹر ناہید شبیر گورایہ، سینئر ریسرچ فیلو، سکیل 18(اسسٹنٹ پروفیسر ایڈہاک پی ایچ ڈی کی بنیاد پر سکیل 19)
5- مسز مسرت جاوید چیمہ، سینئر ریسرچ فیلو، سکیل 18

(ب) سنٹر فار ساؤتھ ایشین سٹڈیز میں مستقل ڈائریکٹر نہیں لہذا پروفیسر ڈاکٹر عنبرین جاوید صاحبہ چیئر پرسن شعبہ سیاسیات بطور قائم مقام ڈائریکٹر خدمات سرانجام دے رہی ہیں۔ادارے کی جانب سے مبلغ چھ ہزار روپے ماہانہ بطور ڈائریکٹر شپ الاؤنس دیا جارہا ہے۔

(ج) ادارے میں ریسرچ سکالر کی کوئی اسامی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! جز(ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ Centre for South Asian Studies میں مستقل ڈائریکٹر نہیں ہے۔انہوں نے جز(الف) میں جواب دیا ہے کہ تین پروفیسر ہیں جو research fellows ہیں۔کیا وجہ ہے کہ انہوں نے ایک چیئر پرسن جو شعبہ سیاسیات ہیں ان کو بطور قائم مقام ڈائریکٹر لگایا ہوا ہے،ان کے پاس مستقل ڈائریکٹر کیوں نہیں ہے جو اس شعبہ میں لگایا جائے؟ میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ---

جناب سپیکر: پہلے اس سوال کا جواب لے لیں بعد میں دوسرا سوال کر لینا۔جی، منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! اس یونیورسٹی میں پروفیسر ڈاکٹر عنبرین جاوید ہیں جن کو ڈائریکٹر لگایا ہوا ہے ان کے پاس temporary charge ہے۔یونیورسٹی انتظامیہ نے اس کی دو دفعہ advertisement کی ہے لیکن ابھی تک کوئی اس طرح کا صاحب یا صاحبہ نہیں آ سکے جو اس criteria پر پورا اترتے ہوں۔جیسے ہی کوئی مل جائے گا تو ان خالی اسامیوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ!آپ کا دوسرا سوال کون سا ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!انہوں نے جز(ج) میں بتایا ہے کہ ادارے میں ریسرچ سکالر کی کوئی اسامی نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس ادارے میں ریسرچ سکالر کی اسامی کو کیوں نہیں رکھا گیا؟ یہ اتنا اہم شعبہ ہے،ان کے پاس اتنے senior research fellows بھی ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ لوگ نہیں ملتے۔ میرے خیال میں تو بے شمار لوگ ہیں جو اس کے لئے qualified ہیں۔ بہر حال یہ مجھے بتادیں کہ یہاں اسامی کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی،منسٹر صاحب!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر!یہ بات بالکل ٹھیک ہے۔اگر آپ دنیا کا ماڈل اٹھا کر دیکھیں تو ریسرچ کے لئے یونیورسٹیاں ہوتی ہیں اور ریسرچ دنیا کی بڑی بڑی کمپنیوں کے ساتھ مل کر کی جاتی ہے اور پھر اس کا فائدہ بھی ملتا ہے۔ جس طرح میں نے last time بتایا تھا کہ ہم نے پہلی دفعہ ایجوکیشن کے اندر ایک Steering Committee بنائی ہے جو ان تمام issues کو دیکھ رہی ہے اور خاص طور پر یونیورسٹیوں کے issues پر نظر رکھے ہوئے ہے۔ اس وقت بھی گورنر پنجاب تمام یونیورسٹیوں کے وائس چانسلرز کے ساتھ میٹنگ کر رہے ہیں اور ہم نے گیارہ سال کے بعد وائس چانسلرز کمیٹی کو دوبارہ active کیا ہے۔اس میں یونیورسٹیوں کے جتنے issues ہیں ان کو identify کیا جاتا ہے اور ان کے solutions پر بات ہوتی ہے۔اس وقت تک ہم نے جو تین میٹنگیں کی ہیں اس میں جو سب سے بڑی بات آئی وہ یہی تھی کہ یونیورسٹیاں جہاں پر ریسرچ کی جاتی ہے وہاں پر اسی چیز کی کمی ہے۔اب اس پر ایک plan بن گیا ہوا ہے جس کے تحت Research Scholars اور PHDs کو لے کر آرہے ہیں۔ میں نے ایوان کو پہلے بھی بتایا تھا کہ ہماری مارچ میں ایجوکیشن پالیسی آرہی ہے جس کے اندر ہم ایجوکیشن سیکٹر کا احاطہ کر رہے ہیں اس میں ان تمام چیزوں کو identify کیا جائے گا اور اس کا way forward بھی بتایا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی محترمہ راحیلہ انور کا ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!یہ سوال نمبر1086 ہے،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع جہلم کے کالجوں میں ٹیچنگ سٹاف کی اسامیوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1086: محترمہ راحیلہ انور: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع جہلم کے کالجز (بوائز و گرلز) میں ٹیچنگ سٹاف کی کتنی اسامیاں کس کس گریڈ کی کب سے اور کس کس کالج میں خالی ہیں؟

(ب) ان خالی اسامیوں پر تقرری نہ ہونے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتیاں کر دی جائیں گی؟

(د) کتنے کالجوں میں پرنسپلز کی اسامیاں خالی ہیں، ان اسامیوں کو کب تک پُر کر دیا جائے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف)

نمبر شمار	نام کالج	گریڈ17		گریڈ18		گریڈ19		گریڈ20	
		خالی	ورکنگ	خالی	ورکنگ	خالی	ورکنگ	خالی	ورکنگ
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج جہلم	6	18	10	9	11	8	0	2
2	گورنمنٹ کالج جی ٹی روڈ جہلم	13	15	17	10	2	3	0	1
3	البیرونی گورنمنٹ کالج پی ڈی خان	3	14	9	3	1	0		
4	گورنمنٹ کالج سوہاوہ	6	10	3	2	0	0		
5	گورنمنٹ کالج دینہ	8	6	3	3	0	0		
6	گورنمنٹ کالج رسول پور	8	0	2	0	0	0		
7	گورنمنٹ کالج برائے خواتین جہلم	6	18	11	17	4	8		
8	گورنمنٹ کالج برائے خواتین پی ڈی خان	5	8	5	1	1	0		
9	گورنمنٹ کالج برائے خواتین دینہ	6	9	2	1	0	0		
	میزان خالی اسامیاں ضلع جہلم	61	98	62	46	19	19	0	3

(ب) گریڈ17 کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے انتخاب کے بعد تقرری کی جاتی ہے۔

گریڈ18 اور19 کی اسامیاں بذریعہ پروموشن کی جاتی ہیں۔ پروموشن کا عمل جاری ہے اور سیٹوں پر تقرری کا عمل جاری ہے۔

(ج) گریڈ17 کی اسامیاں پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے انتخاب کے بعد تقرری کی جاتی ہے۔

گریڈ18 اور19 کی اسامیاں بذریعہ پروموشن کی جاتی ہیں پروموشن کا عمل جاری ہے اور سیٹوں پر تقرری کا عمل جاری ہے۔ مزید یہ کہ خالی سیٹوں پر عارضی ٹیچرز (CTI) بھرتی کر لئے گئے ہیں اور کالجوں میں اساتذہ کی کمی نہیں ہے۔

(د)

1۔ گورنمنٹ کالج فار وومن پی ڈی خان خالی از 12-03-14 عارضی طور پر گریڈ 18 کی پرنسپل کام کر رہی ہیں اور مستقل پرنسپل کے لئے پینل بھجوا دیا گیا ہے۔

2۔ گورنمنٹ کالج فار بوائز رسول پور۔ خالی از 12-09-01 عارضی طور پر گریڈ 17 کا پرنسپل کام کر رہا ہے اور مستقل پرنسپل کے لئے پینل جلد بھجوا دیا جائے گا۔

3۔ گورنمنٹ کالج فار بوائز سوہاوہ۔ خالی از 13-11-11 عارضی طور پر گریڈ 18 کا پرنسپل کام کر رہا ہے اور مستقل پرنسپل کے لئے پینل جلد بھجوا دیا جائے گا۔

4۔ گورنمنٹ کالج دینہ۔ خالی از 13-10-14 عارضی پر گریڈ 18 کا پرنسپل کام کر رہا ہے اور مستقل پرنسپل کے لئے پینل بھجوا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! انہوں نے میرے پہلے سوال کے جواب میں مجھے لسٹ دی ہے کہ اتنی اسامیاں خالی ہیں، میں اس کی تفصیل میں نہیں جاؤں گی۔ انہوں نے گریڈ 17 میں 61 بتایا، گریڈ 18 میں 62 اور گریڈ 19 میں 19 بتایا ہے تو میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہوں گی کہ ہمارے highly educated بچے نوکریوں کے لئے دھکے کھاتے پھرتے ہیں لیکن ایک چھوٹا سا شہر جہلم کے کالجوں میں اتنی اسامیاں خالی ہیں۔ ان کا کیا criteria ہے کہ اتنی اسامیاں خالی ہوتے ہوئے بھی بچے نوکریوں کے لئے جگہ جگہ دھکے کھائیں اور ان کو jobs نہ ملیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں نے جس طرح پہلے بتایا تھا کہ ہم نے گریڈ 17 کے لئے پبلک سروس کمیشن کو request already بھیجی ہوئی ہے، گریڈ 18 اور 19 میں promotion کے لئے already سمری Promotion Board کو جا چکی ہے اور گریڈ 18 اور 19 کی promotion میں problem یہ آتی ہے کہ جب نیچے سے اوپر promotion ہوتی ہے تو ایک بار پھر گریڈ 17 کی مزید پوسٹیں خالی ہو جاتی ہیں اس لئے صرف انتظار یہ کیا جا رہا ہے کہ ہم نے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے جو پچھلی بھرتی بھیجی ہوئی ہے وہ آ جائے تاکہ پروموشن بورڈ 18 اور 19 گریڈ کا فیصلہ کر سکے۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(ب) میں انہوں نے بتایا ہے کہ گریڈ 17 کی اسامیاں پر پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے انتخاب کے بعد تقرری کی جاتی ہے اور ساتھ ہی انہوں نے یہ بھی بتایا ہوا ہے کہ خالی پوسٹوں پر عارضی ٹیچرز CTI بھرتی کر لئے گئے ہیں اور کالجوں میں اساتذہ کی کمی نہیں ہے۔ میرے پاس ابھی یہاں پر اتنی لمبی چوڑی لسٹ ہے کہ اتنی پوسٹیں خالی ہیں اور دوسری طرف انہوں نے کہا ہے کہ اساتذہ کی کوئی کمی نہیں ہے تو میں منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ان کا کیا criteria ہے جس طرح میں نے پہلے بھی سوال کیا ہے کہ پبلک سروس کمیشن کب یہ announce کرتی ہے اور promotions کیسے ہوتی ہیں کیونکہ اتنے لوگ بیٹھے رہتے ہیں، وہ کب تک بیٹھے رہیں گے اور کب ان کی اسامیاں fill ہوں گی؟ ساتھ ہی آپ کہہ رہے ہیں کہ کالجوں میں اساتذہ کی کمی نہیں ہے، چاہے آپ نے عارضی بھرتی کئے ہوئے ہیں لیکن اتنی خالی پوسٹوں کو fill کرنے کے لئے کیا criteria ہے یعنی پبلک سروس کمیشن کس طرح announce کرتا ہے؟ مجھے kindly بتا دیا جائے۔

جناب سپیکر: پبلک سروس کمیشن کے بارے میں یہ آپ کو کیسے بتائیں گے، مجھے آپ کی بات سمجھ نہیں آ رہی؟

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! یہ منسٹر صاحب ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: پبلک سروس کمیشن independent ادارہ ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! مجھے تو انہی سے معلومات لینی ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ تشریف رکھیں۔ سوال کرتے ہوئے بھی ہمیں دیکھنا چاہئے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں ایوان کو صرف ایک چیز پر apprise کرنا چاہتا ہوں کہ تعلیمی نظام کے اندر خلل نہیں آ رہا کیونکہ ہم نے جو CTI بھرتی کئے ہیں اس میں محترمہ کو تھوڑی سی confusion ہو رہی ہے اور وہ یہ کہہ رہی ہیں کہ پوسٹیں خالی بھی نظر آ رہی ہیں اور وہاں پر کام بھی ہو رہا ہے۔ میں انہیں بتاتا ہوں کہ CTIs عارضی طور پر ہوتے ہیں اور مستقل بھرتی پبلک سروس کمیشن کے through آتی ہے لیکن تعلیمی نظام کو چلانے کے لئے اور ان کالجوں کے اندر strength پوری رکھنے کے لئے ہم عارضی طور پر CTIs بھرتی کر لیتے ہیں جب تک نئی کھیپ پبلک سروس کمیشن سے بھرتی ہو کر نہیں آتی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! کیا وزیر صاحب مجھے بتائیں گے کہ یہ جو CTIs عارضی بھرتی کی جاتی ہیں ان کا criteria کیا ہے، کیا ان کا pay scale وہی ہے جو مستقل لوگوں کا ہے اور کیا ان کو بعد میں regular کر دیا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: صدیق خان صاحب! آپ مہربانی کر کے اپنا مائیک بند کر دیں کیونکہ disturbance ہو رہی ہے۔ جی، وزیر صاحب! فرمائیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! یہ ٹیچرز مستقل نہیں ہوتے یہ عارضی ہوتے ہیں اور ان کے پاس بھی حق ہوتا ہے کہ یہ پبلک سروس کمیشن کے امتحان میں apply کریں۔ اگر ان کی luck کام کرے گی اور پبلک سروس کمیشن کا امتحان میرٹ پر پاس کریں گے تو بھرتی بھی ہو سکتے ہیں۔ Otherwise جب تک پبلک سروس کمیشن سے امیدواران بھرتی ہو کر نہیں آتے تو ان CTIs کو پندرہ ہزار روپے ماہانہ pay کرتے ہیں اور یہ 9 ماہ کے لئے ہوتے ہیں۔ جس طرح سے میں نے پہلے بتایا تھا کہ ہر سال کالج انتظامیہ ایک transparent advertisement کرتی ہے۔ کالج کے اندر ایک Selection Board ہوتا ہے اور اس میں selection کا follow procedure کیا جاتا ہے اور اس کے بعد ان کی بھرتی ہوتی ہے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! میرے آخری سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا ہے کہ جہلم میں کتنے کالجوں میں پرنسپلز ابھی تک کام نہیں کر رہے اور اسامیاں خالی ہیں تو میں معزز منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ ایک گورنمنٹ کالج فار وومن پی ڈی خان میں تقریباً پونے دو سال سے پرنسپل نہیں ہے اور یہاں پر میرے پاس باقی کالجوں کی بھی تفصیل آئی ہوئی ہے تو میں صرف ان سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ دیکھیں کہ جب ایک یونٹ ہوتا ہے اور اس کا ایک کمانڈر ہوتا ہے اگر وہ ہی نہ ہو تو وہ یونٹ کیسے چلے گا؟ پونے دو سال سے ایک کالج میں پرنسپل نہیں ہے یہاں پر کئی کالج mention ہیں اور ان کی مختلف timing ہیں۔ مجھے بتایا جائے کہ بغیر پرنسپل کے یہ کالج کس طرح چل رہے ہیں یعنی جب کالج کا head ہی نہ ہو تو وہ کالج کیا چلے گا؟ ایک طرف تو ہماری حکومت ہنگامی بنیادوں پر تعلیم کے لئے کام کر رہی ہے اور دوسری طرف ایک کالج جس میں دو سال سے پرنسپل نہیں ہے وہ بغیر پرنسپل کے کام کر رہا ہے چاہے کوئی عارضی طور پر لگایا ہو لیکن مستقل پرنسپل لگانا ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر!

نہ انجن کی خوبی نہ کمال ڈرائیور
چلی جارہی ہے خدا کے سہارے

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! بات صرف اتنی ہے کہ ہم نے جو عارضی بھرتیاں کی ہوئی ہیں یا عارضی چارج دیا ہوا ہے اس میں problem یہ آتی ہے کہ remote areas کے کالجوں میں اساتذہ کرام جانے کو تیار نہیں ہوتے لیکن DPC ہو چکی ہوئی ہے اور اگلے دو ماہ کے اندر یہاں پر مستقل پرنسپل تعینات کر دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں! ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

MR SPEAKER: No, Sir. No supplementary on it. Thank you very much.

اگلا سوال جناب امجد علی جاوید صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔Thank you very much

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر1100 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے کالجوں کو خود مختار بنانے کی تفصیلات

*1100: **جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گزشتہ دور حکومت میں فیصلہ کیا گیا تھا کہ پنجاب کے تمام اضلاع میں بڑے کالجوں کو خود مختار بنا دیا جائے گا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس فیصلہ کی روشنی میں صوبہ پنجاب میں26 کالجوں کو خود مختار بنا دیا گیا؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تمام گرلز اور بوائز کالجوں کو خود مختار بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجوہات بیان کی جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔ نوٹیفکیشن نمبر S.O(AB)2-10/2010 مورخہ 31-08-2010 کے تحت پنجاب کے 26 کالجوں کو خود مختاری دی گئی۔

(ج) فی الوقت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے تمام گرلز اور بوائز کالجوں کو خود مختار بنانے کا فیصلہ نہیں کیا گیا کیونکہ 26 کالجوں کی خود مختاری کو کورٹ میں چیلنج کیا گیا ہے۔ مزید فیصلے تک 26 کالجوں کی خود مختاری معطل ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے دو سوال on his behalf پوچھ لئے۔ اب آپ سوال نہیں کر پائیں گے۔
I am sorry for that.

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں صرف ایک ضمنی سوال کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: No, آپ rules پڑھیں۔ آپ کی بڑی مہربانی، آپ نے ایوب خان صاحب کے دو سوال پڑھے ہیں۔ آپ پہلے سوچ لیا کریں کہ آپ اس طرح سے پکڑے بھی جا سکتے ہیں۔ جی، یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نواز چوہان صاحب کا ہے۔

چوہدری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! On his behalf. (معزز ممبر نے جناب محمد نواز چوہان کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، انصاری صاحب! سوال نمبر بولئے گا۔

چوہدری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! سوال نمبر 1112 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ شہر: بوائز و گرلز کالجوں کے نام و دیگر تفصیلات

*1112: جناب محمد نواز چوہان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گوجرانوالہ شہر میں گرلز و بوائز کالجوں کے نام کیا ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) ان کالجوں میں کون کون سی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں؟

(د) ان کالجوں میں کون کون سی missing facilities ہیں اور حکومت یہ کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گوجرانوالہ شہر میں بوائز و گرلز کالجوں کے نام درج ذیل ہیں:۔

بوائز کالجز

نمبر شمار	کالج کا نام
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج، گوجرانوالہ
3	گورنمنٹ ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ

گرلز کالج

نمبر شمار	کالج کا نام
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ
3	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، گوجرانوالہ سٹی
4	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ
5	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، کالج روڈ گوجرانوالہ

(ب) ان کالجوں میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کالج کا نام	اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ	169
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج، گوجرانوالہ	96
3	گورنمنٹ ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	34
4	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ	119
5	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ	60
6	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، گوجرانوالہ سٹی	42
7	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	42
8	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، کالج روڈ گوجرانوالہ	23

(ج) ان کالجوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	کالج کا نام	اساتذہ کی خالی اسامیاں
1	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ	20
2	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ اسلامیہ کالج، گوجرانوالہ	09
3	گورنمنٹ ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	00

4	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج سیٹلائیٹ ٹاؤن، گوجرانوالہ	18
5	گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ گرلز کالج ماڈل ٹاؤن، گوجرانوالہ	10
6	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، گوجرانوالہ سٹی	08
7	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، پیپلز کالونی، گوجرانوالہ	05
8	گورنمنٹ گرلز ڈگری کالج، کالج روڈ گوجرانوالہ	11

ان کالجوں میں اساتذہ کی خالی اسامیوں کی گریڈ وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان کالجوں میں موجود missing facilities کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، تاہم یہ وضاحت ضروری ہے کہ محکمہ اعلیٰ تعلیم کے موجودہ مالی سال کے ترقیاتی پروگرام میں ایک بلاک کالجوں کو missing facilities کے فنڈز فراہم کرنے کے لئے شامل کیا گیا ہے۔ گوجرانوالہ شہر کے کالجوں کی missing facilities، جو ضمیمہ (ب) (جو ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے) پر موجود ہیں، کا جائزہ لیا جا رہا ہے اور ضروری قانونی کارروائی کے بعد جلد وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے ایک سمری بھجوا دی جائے گی تاکہ ان کالجوں کی ضروریات کو پورا کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال ہے؟

چوہدری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! سوال میں تین بوائز اور پانچ گرلز کالجوں کی تعداد بتائی گئی ہے تو میرا معزز منسٹر صاحب سے یہ سوال ہے کہ کیا تین بوائز کالجوں میں M.Com کی کلاسیں اور پانچ گرلز کالجوں میں کیا B.Sc کی کلاسیں چل رہی ہیں اور اگر نہیں ہیں تو کب کلاسیں شروع کی جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پہلی بات میری معزز دوستوں سے یہ ہے کہ یہ ضمنی سوال نہیں بنتے بلکہ یہ fresh question بنتے ہیں لیکن میں ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ جن آٹھ کالجوں کا ذکر کیا گیا ان میں پانچ گرلز اور تین بوائز کالج ہیں۔ اس کے علاوہ اب تین کامرس کالج بھی فیصلہ کے بعد TEVETA سے ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس آ گئے ہیں جن میں M.Com کی کلاسیں بھی ہو رہی ہیں ان میں دو گرلز اور ایک بوائز کالج ہے۔ اس کے علاوہ ایک نیا گرلز کالج نوشہرہ روڈ پر بنایا جا رہا ہے۔ گوجرانوالہ کے اندر already M.Com کی کلاسیں بھی ہو رہی ہیں اور باقی کلاسوں کا اجراء بھی ان کامرس کالجوں کے اندر جاری ہے۔

جناب سپیکر: تھوڑی دیر بعد آپ سے یہ پوچھیں گے کہ آپ کا نام کیا ہے، پوچھنے میں کیا حرج ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ اور بھی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین میں psychology کی صرف ایک lecturer ہے جبکہ یہاں پر چار کلاسیں پڑھائی جاتی ہیں جن میں first year, second year, third year and fourth year. ہیں لہذا ایک lecturer کے possible نہیں ہے کہ وہ چاروں کلاسوں کو manage کرے۔ یہ اس lecturer کے ساتھ بھی ناانصافی ہے اور طالبات کے ساتھ بھی ناانصافی ہے۔ پرنسپل صاحبہ پہلے بھی محکمے کو لکھ چکی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: اگر voluntarily کوئی کام کرتا ہے تو زیادہ کام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! وہ اپنا کام بھی نہیں کر سکیں گی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ایسے نہ کریں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ پبلک کی بہتری کا معاملہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ پبلک کی بہتری کے لئے کام کر رہے ہیں۔ اس سے اچھا اور کیا ہو گا؟ وہ چار کلاسوں کو پڑھا رہی ہیں۔

چودھری اشرف علی انصاری: جناب سپیکر! وہ دُہائی دے رہی ہیں کہ مجھ سے کام نہیں ہو رہا، میں psychology پڑھاتے پڑھاتے خود نفسیاتی مریضہ بن گئی ہوں۔ انہوں نے لکھا ہوا ہے کہ وہاں پر اُردو لیکچرار کی 12 سیٹیں ہیں، psychology کی صرف ایک سیٹ ہے یا ان میں سے کسی ایک کو ادھر convert کر دیا جائے یا psychology کی سیٹیں بڑھا دی جائیں۔

جناب سپیکر: تھوڑا سا ٹائم آپ بھی اس کالج کو دے دیا کریں۔ آپ مجھے کافی psychologist لگتے ہیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔ (قہقہہ)

اگلا سوال جناب محمد نواز چوہان کا صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں لہذا یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! سوال نمبر 1385 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور: بلال گنج ڈگری کالج کا قیام و دیگر تفصیلات

*1385: ڈاکٹر نوشین حامد: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) بلال گنج ڈگری کالج لاہور کب قائم ہوا؟

(ب) اس کی عمارت کتنے کمروں پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا اس کی عمارت طالبات کی تعداد اور کلاسوں کے مطابق ہے؟

(د) اس کالج میں فرنیچر کی تعداد برائے طالبات اور اساتذہ ضروریات کے مطابق ہے؟

(ہ) کیا اس میں کوئی کینٹین ہے؟

(و) اس میں واٹر سپلائی کا پانی کہاں سے آتا ہے وہ حفظان صحت کے مطابق ہے؟

(ز) اس کالج میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد اسامی اور گریڈ وار بتائیں کون کون سی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بلال گنج، لاہور 1992 میں قائم ہوا۔

(ب) کالج ہذا کی عمارت 36 کمروں پر مشتمل ہے جن میں ایک عدد لائبریری، پانچ عدد لیب اور طلباء کے لئے 30 عدد کمرے ہیں۔

(ج) جی ہاں! کالج ہذا کی عمارت طالبات کی تعداد اور کلاسوں کے مطابق ہے۔

(د) جی ہاں! کالج ہذا میں فرنیچر کی تعداد طالبات اور اساتذہ کی ضروریات کے مطابق ہے۔

(ہ) جی ہاں! کالج ہذا میں کینٹین بھی موجود ہے۔

(و) کالج ہذا میں پانی کی ترسیل (WASA) لاہور سے ہوتی ہے جو کہ حفظان صحت کے اصولوں کے مطابق ہے۔

(ز) کالج ہذا میں کل 65 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ ان میں سے 7 اسامیاں خالی ہیں جن کی گریڈ وار تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامیاں مع گریڈ	منظور شدہ اسامیاں	خالی اسامیاں	تاریخ خالی اسامیاں
1	ایسوسی ایٹ پروفیسر (BS-19)	06	02	06-03-10 اور 11-10-11

2	اسسٹنٹ پروفیسر(BS-18)	15	01	07-01-13
3	لیکچرارز(BS-17)	16	کوئی نہیں	
4	ہیڈکلرک(BS-14)	01	کوئی نہیں	
5	سینئر کلرک(BS-09)	02	01	23-11-10
6	جونیئر کلرک(BS-07)	08	01	26-03-13
7	کلاس فور(BS-01)	17	02	01-01-11اور14-10-11
	میزان	65	07	

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! وزیر موصوف جس پروموشن بورڈ کا بتا رہے ہیں کہ وہ گریڈ اٹھارہ اور انیس میں پروموٹ کرتا ہے تو یہاں پر گزشتہ پونے چار سال سے ایک ایسوسی ایٹ پروفیسر کی اسامی خالی ہے اور دوسری اسامی بھی تقریباً دو سال سے خالی ہے۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ پروموشن بورڈ نے آخری دفعہ کب promotions کی تھیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پروموشن بورڈ کی regular meetings ہوتی ہیں۔ آخری میٹنگ چھ ماہ پہلے ہوئی تھی اور اب پھر میرے خیال میں جنوری میں پروموشن بورڈ نے بیٹھنا ہے۔ اس میں جو سب سے بڑا مسئلہ آتا ہے وہ یہ ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی طرف سے گریڈ سترہ، اٹھارہ میں بھرتیاں ہونی ہوتی ہیں جب تک وہ بھرتیاں نہیں ہوتیں تب تک پروموشن بورڈ کے لئے بھی مسئلہ ہوتا ہے، existing seats کو اپ گریڈ کرنا پڑتا ہے تاکہ جو لوگ وہاں پر کام کر رہے ہیں وہی کام کریں جس سے کافی زیادہ خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اس لئے تھوڑا انتظار کرنا پڑتا ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن سے جب سترہویں، اٹھارہویں گریڈ کی بھرتی ہو جائے گی تب ہی پروموشن بورڈ اس پر کام کر سکتا ہے۔ اس کے علاوہ پروموشن بورڈ کی آخری میٹنگ 27۔ نومبر کو ہوئی تھی اس کے بعد سارے معاملات کو دیکھتے ہوئے اگلی میٹنگ انشاء اللہ تعالیٰ جنوری میں رکھی جائے گی۔

ڈاکٹر نوشین حامد: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسوسی ایٹ پروفیسر کی دو اسامیاں خالی ہیں، یہاں پر منظور شدہ اسامیوں کی تعداد چھ ہے جن میں سے دو اسامیاں خالی ہیں یعنی 33 فیصد سینئر پروفیسر وہاں موجود ہی نہیں ہیں۔ یہ کون سے مضامین کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں اور کیا اس سے طالبات کا حرج نہیں ہو رہا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! محکمہ ہائر ایجوکیشن اسی لئے ہے۔ جو متعلقہ subjects کے ٹیچرز ہوتے ہیں ان کو عارضی چارج دیا جاتا ہے اور وہ اس کی take care کر رہے

ہوتے ہیں۔یہ مسئلہ ہمارے لئے بھی بہت بڑا ہے، پنجاب پبلک سروس کمیشن کا اپنا ایک میرٹ ہے،ان کا اپنا ایک سسٹم ہے اور جب تک نیچے سے بھرتیاں ہو کر اوپر نہیں آتیں تب تک پروموشن بورڈ کے لئے problem رہتی ہے۔

جناب سپیکر:اگلا سوال حاجی جاوید اختر انصاری صاحب کا ہے۔حاجی جاوید اختر انصاری!۔۔۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!.On his behalf

ڈاکٹر مراد راس:جناب سپیکر!.On his behalf

جناب سپیکر:On his behalf تو اُدھر سے ہی آئے گا،آپ مہربانی کریں۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!میں نے پہلے کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر:جی،فرمائیں!

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!سوال نمبر1467 ہے۔

جناب سپیکر:احمد خان صاحب!ماشاءاللہ آپ اس ایوان کے بہت پرانے ممبر ہیں اور میری نظر سے ابھی تک آپ کا اپنا کوئی سوال نہیں گزرا ہے۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!میرے سوال بھی آ رہے ہیں۔

جناب سپیکر:کب آئیں گے ؟

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!محکمہ جنگلات کے حوالے سے ہیں۔

جناب سپیکر:آ جائیں تو اچھی بات ہے۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!دوسرے محکموں میں سوالات دیئے ہوئے ہیں۔یہ سوالات بھی ہمارے ہیں،یہ ایوان کی property ہے۔

جناب سپیکر:جی،یہ ایوان کی property ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن جنھوں نے محنت کی ہوتی ہے۔۔۔

جناب احمد خان بلوچ:جناب سپیکر!اگر اس سے عوام کا فائدہ ہو سکتا ہے تو ہمیں اس میں حصہ لینا چاہئے۔

جناب سپیکر:جی،سوال نمبر بولئے گا۔

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! سوال نمبر 1467 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے حاجی جاوید اختر انصاری کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین خوشاب میں فرنیچر کی عدم فراہمی

*1467: حاجی جاوید اختر انصاری: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین خوشاب کا قیام کب عمل میں آیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ ڈگری کالج میں ایف اے اور بی اے کی طالبات کمروں کے فرشوں پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟

(ج) کیا مذکورہ کالج کے لئے فرنیچر خرید نہیں کیا گیا۔فرنیچر کے لئے فنڈز فراہم نہیں کئے گئے اگر ایسا نہیں ہے تو حکومت پنجاب متعلقہ ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ڈگری کالج کے لئے فوری جلد فرنیچر خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز اس کالج کی missing facilities کو پورا کرنے کے بارے میں کوئی لائحہ عمل تیار کر رہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین خوشاب کا قیام 2006 میں عمل میں آیا۔

(ب) درست نہ ہے۔ کالج ہذا میں طالبات کے لئے فرنیچر موجود ہے تاہم فرسٹ ایئر کی طالبات کے لئے فرنیچر کی کمی کی وجہ سے دریاں مہیا کی گئی ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔ محکمہ اعلیٰ تعلیم کے فراہم کردہ فنڈز سے سال 2006 میں طالبات کے لئے 400 کرسیاں اور 200 سٹول خریدے گئے تھے۔ 2010 میں کالج انتظامیہ نے ویلفیئر فنڈ سے مزید 70 کرسیاں بھی خریدیں۔

(د) کالج انتظامیہ نے ویلفیئر فنڈ سے -/135000 روپے کی رقم کرسیوں کی خریداری کے لئے مختص کر دی ہے اور فرنیچر کی خریداری کا عمل شروع کر دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ محکمہ اعلیٰ تعلیم حکومت پنجاب کے مختلف کالجوں میں موجود missing facilities پر مشتمل ایک مشترکہ سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے بھجوا رہا ہے جس میں کالج ہذا کو بھی شامل

کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے بعد missing facilities کے لئے رقم ضروری قانونی کارروائی کے بعد فراہم کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کالج کے متعلق کہا گیا ہے کہ یہ 2006 میں قائم ہوا ہے۔ ہمارے colleague حاجی صاحب نے اس سوال میں کہا ہے کہ کیا ایف اے اور بی اے کی بچیاں فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟ لیکن محکمہ نے کہا ہے کہ نہیں، وہ غلط کہتے ہیں۔ ایف اے، بی اے کی طالبات نہیں بلکہ فرسٹ ایئر کی طالبات فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ سات سال میں، اس وقت میاں محمد شہباز شریف کے زمانے میں کالج کی طالبات فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کریں، میاں محمد شہباز شریف تو پرائمری سکول کی بچیوں کا بھی فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرنا پسند نہیں کرتے۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ سات سال گزرنے کے باوجود بھی ایف اے اور بی اے کی بچیاں فرش پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کر رہی ہیں؟

معزز ممبران حزب اختلاف: شیم، شیم

جناب سپیکر: نہیں، shame کی کیا بات ہے، پرسوں آپ نہیں فرش پر بیٹھے رہے؟ (قہقہہ)

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! جواب درست ہے۔ (قہقہہ) (شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ بس اتنا ہی کافی ہے، اب serious بات ہو جائے۔ جی، وزیر موصوف!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! خادم اعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف نے جو تعلیم کی شمع روشن کی ہے اس سے بچوں میں awareness آئی ہے۔ یہ خوشاب کا کالج 2006 میں بنا تھا لیکن پچھلے دو سال سے یہاں پر یکدم سٹوڈنٹس کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ ان کی تعداد 900 تک ہو گئی ہے اب اس میں کل بارہ کلاس رومز تھے جن میں سے دس کلاس رومز استعمال ہو رہے تھے اور والدین کو بتایا گیا کہ اس وقت کالج میں دو کلاس رومز میں فرنیچر موجود نہیں ہے۔ کالج نے فوری طور پر ایک لاکھ 35 ہزار روپے کی رقم سے فرنیچر بھی خرید لیا ہے، دس کلاس رومز فرنیچر کے ساتھ ہیں اور جو اضافی بچیاں آئی ہیں ان کے لئے دو کلاس رومز میں فوری طور پر کلاسوں کا اجراء کیا گیا ہے اور ان کا فرنیچر بھی اگلے مہینے تک آ جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، احمد خان بلوچ! جب آپ سکول میں پڑھتے رہے ہیں تو تیسری جماعت سے پہلے تو آپ کو ٹاٹ نصیب نہیں ہوا ہوگا؟ یہ بات ٹھیک ہے ناں!

جناب احمد خان بلوچ: جی، بالکل۔ مگر میں آج کے دور کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: انہوں نے ساری بات بتا دی ہے، ابھی بھی سمجھ میں نہ آئے تو میں کیا کروں؟

جناب احمد خان بلوچ: جناب سپیکر! آج کے دور میں یہ دریاں نہیں ہونی چاہیئں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری عرض سُن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میں آپ کو یہ clear کرنا چاہتا ہوں کہ حاجی صاحب اپوزیشن کے ممبر ہیں وہ کام سے گئے ہوئے تھے۔ یہ سوال حکومتی بنچوں کی طرف سے نہیں بلکہ اپوزیشن کی طرف سے تھا۔ میں نے خود verify کیا ہے۔

جناب سپیکر: میرے لئے تو دونوں برابر ہیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جی، بالکل۔ میں صرف یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ سوال اپوزیشن کی طرف سے تھا۔ وزیر موصوف نے سوال کا جواب دے دیا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ سکول 2006 میں بنا ہے اور 2010 تک صرف 70 کرسیاں دی گئی ہیں اگر یہ ہمیں بتا دیتے ہیں تو ہم کچھ زیادہ کرسیاں دے دیتے۔

جناب سپیکر: اب آپ کو کیا ہوتا ہے؟ آپ اب جا کر دے دیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! اتنی ضروری چیز مہیا نہیں کی گئی، یہاں پر ہمیں اتنا سب کچھ کہا جاتا ہے کہ ہمارا vision ایجوکیشن پر ہے۔

جناب سپیکر: آپ بھی لاہور میں رہتے ہیں اخلاقی طور پر یہ ذمہ داری آپ پر بھی آتی ہے۔ شکریہ

ڈاکٹر مراد راس: میرا خیال ہے کہ جو vision دیا جا رہا ہے اس کے مطابق کام نہیں کیا جا رہا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال ملک تیمور مسعود صاحب کا ہے۔ سوال نمبر بولئے گا۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! سوال نمبر 1543 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع اوکاڑہ:ڈگری کالجز(بوائز/گرلز)کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1543:ملک تیمور مسعود:کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ میں کتنے ڈگری کالج بوائز/گرلز ہیں کس کس کالج میں کون کون سے مضامین کے اساتذہ کی اسامیاں کب سے خالی پڑی ہیں۔کالج وار تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) کیایہ درست ہے کہ ان اساتذہ کی خالی اسامیوں کے باعث طلباء وطالبات کی پڑھائی میں حرج ہو رہاہے۔ان اسامیوں پر حکومت اساتذہ کی تعیناتیاں کیوں نہیں کر رہی،وجوہات سے آگاہ کریں؟

(ج) گزشتہ پانچ سالوں کے دوران مذکورہ کالجوں کے نتائج کی شرح کتنے فیصد رہی،کالج وار اور سال وار تفصیل سے ایوان کوآگاہ کریں؟

(د) کتنے کالجوں کے نتائج ہر کلاس کے 50فیصد سے بھی کم رہے،ان کالجوں کے نام و مقام اوران کے سر براہان کی تفصیل سے ایوان کوآگاہ کریں؟

(ہ) کیاحکومت نےان کالجوں کے سر براہان کو نتائج کی شرح بہتر کرنے کے لئے کوئی وارننگ لیٹر جاری کیاہے اگر ہاں تواس کی تفصیل سے ایوان کوآگاہ کریں؟

وزیر ہائرایجوکیشن(رانامشہود احمد خان):

(الف) ضلع اوکاڑہ میں بوائز گرلز کالجوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

تعداد بوائز کالج	تعداد گرلز کالج
07	07

خالی اسامیوں کی کالج وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام کالج	نام خالی اسامی	کیفیت
گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج اوکاڑہ	ایسوسی ایٹ پروفیسرز:سوشل ورک،شماریات،اردو، اسسٹنٹ پروفیسر:کیمسٹری،انگلش،فزکس،اردو، لیکچرار:کیمسٹری،کمپیوٹر سائنس،جغرافیہ،میتھ، پولیٹیکل سائنس	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ کالج(بوائز)دیپالپور	پرنسپل ایسوسی ایٹ پروفیسر:عربی،فارسی اسسٹنٹ پروفیسر:سیاسیات،فزکس،کیمسٹری لیکچرار:ریاضی2،بیالوجی،فزیکل،ایجوکیشن، لائبریری سائنس	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز بصیر پور اوکاڑہ	کیمسٹری،نفسیات،بیالوجی،اکنامکس،عمرانیات، اردو،	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔

گورنمنٹ کالج(بوائز) حویلی لکھا	اسسٹنٹ پروفیسر: انگلش لیکچرار: کیمسٹری، میتھ، شماریات، سائیکالوجی، اسلامات، فیزیکل ایجوکیشن، لائبریری سائنس	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ کالج(بوائز) حجرہ شاہ مقیم	اسسٹنٹ پروفیسر: پولیٹیکل سائنس لیکچرار: اکنامکس، ہسٹری، سوکس، بیالوجی، ہیلتھ اینڈ فزیکل ایجوکیشن	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج رینالہ خورد	لیکچرار: کیمسٹری، میتھ، سوشل ورک	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ کالج گوگیرہ	اسسٹنٹ پروفیسر: کیمسٹری، انگریزی، فزکس، پولیٹیکل سائنس لیکچرار: بیالوجی، کیمسٹری، انگریزی، ریاضی، سوشیالوجی، اردو	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ کالج برائے خواتین اوکاڑہ	فارسی، نفسیات، فزکس، اسلامیات، فائن آرٹس، فارسی، اسلامیات	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ کالج برائے خواتین ساؤتھ سٹی اوکاڑہ	ایسوسی ایٹ پروفیسر: جغرافیہ اسسٹنٹ پروفیسر: فزکس، اردو	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین دیپالپور	اسسٹنٹ پروفیسر: پولیٹیکل سائنس، اسلامیات، اردو، فارسی لیکچرار: بیالوجی، عربی، انگریزی، فارسی	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بصیرپور	لیکچرار: بیالوجی، فزکس، کیمسٹری، ریاضی، سوشیالوجی، اکنامکس، نفسیات	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین حویلی لکھا	اسسٹنٹ پروفیسر: اردو لیکچرار: انگریزی2، اردو3، فزکس، ہسٹری، نفسیات، اکنامکس	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین، حجرہ شاہ مقیم	اسسٹنٹ پروفیسر: بیالوجی، مطالعہ پاکستان، شماریات لیکچرار: ہسٹری، اسلامیات، کیمسٹری، کمپیوٹر سائنس، فزکس، فارسی، فزیکل ایجوکیشن، لائبریری	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔
گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین رینالہ خورد	اسسٹنٹ پروفیسر: اکنامکس، اسلامیات لیکچرار: انگلش، سٹیٹ، باٹنی، فزکس	ضرورت کے مطابق سی ٹی آئز بھرتی کر لئے ہیں۔

(ب) طلباء کا تعلیمی نقصان نہیں ہوتا کیونکہ ہر سال ان خالی اسامیوں پر سی ٹی آئز تعینات کر دیئے جاتے ہیں جو کہ تعلیمی سیشن پورا کرتے ہیں اور طلباء کو پوری لگن سے پڑھاتے ہیں۔ تاہم اگر مستقل بنیادوں پر ٹیچنگ سٹاف بھرتی کر لیا جائے تو طلباء کے لئے اور بھی مفید ہوگا۔

(ج) تمام کالجوں کا پچھلے پانچ سالوں کا رزلٹ مع بورڈ/یونیورسٹی ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) ان کالجوں کے نتائج 50 فیصد سے کم رہے ان کے نام و مقام اور سربراہان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) حکومت کی طرف سے ان کالجوں کو نتائج کی شرح کو بہتر کرنے کے لئے کوئی وارننگ لیٹر جاری نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! میں نے سوال کے جز(ب) میں یہ پوچھا تھا کہ 'کیا یہ درست ہے کہ ان اساتذہ کی خالی اسامیوں کے باعث طلباء وطالبات کی پڑھائی میں حرج ہو رہا ہے۔ان اسامیوں پر حکومت اساتذہ کی تعیناتیاں کیوں نہیں کر رہی، وجوہات سے آگاہ کریں؟'

جناب سپیکر: اس کا جواب تو انہوں نے دے دیا ہے۔

ملک تیمور مسعود: جناب سپیکر! ان کے جواب کے مطابق ضلع اوکاڑہ ڈگری کالج میں خالی اسامیوں کی تفصیلات تو آ گئی ہیں جو سو سے زیادہ بنتی ہیں اور یہ عرصہ بارہ سے پندرہ سال سے خالی ہیں جبکہ محکمہ کی طرف سے یہ جواب آیا ہے کہ 'طلباء کا تعلیمی نقصان نہیں ہوتا کیونکہ ہر سال ان خالی اسامیوں پر سی ٹی آئز تعینات کر دیئے جاتے ہیں جو کہ تعلیمی سیشن پورا کرتے ہیں اور طلباء کو پوری لگن سے پڑھاتے ہیں۔' میرا وزیر موصوف سے یہ ضمنی سوال ہے کہ لگن کے ساتھ تعلیم دینے کا ان کا کیا criteria ہے کیونکہ جو تفصیلات ایوان کی میز پر رکھی گئی ہیں اس میں ضلع اوکاڑہ کے بے شمار کالج ہیں جن کا رزلٹ less than 50 فیصد ہے اگر لگن سے تعلیم دی جا رہی ہے تو ان کالجوں کا 50 فیصد سے کم رزلٹ کیوں آ رہا ہے؟ جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ ان کالجوں کو کوئی وارننگ لیٹر جاری ہوئے ہیں تو جواب دیا جاتا ہے کوئی وارننگ لیٹر جاری نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: تو کیا امتحان ان کو جا کر دینا چاہئے؟

ملک تیمور مسعود: جناب والا! وزیر موصوف وہاں پر جو سی ٹی آئی ٹیچرز بھرتی کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں اور اب آپ وزیر موصوف کا جواب سنیں، صبح سے اسی کام پر چل رہے ہیں۔

ملک تیمور مسعود: جناب والا! پڑھے لکھے پنجاب کا یہ حال ہے؟

جناب سپیکر: اللہ کے فضل سے آج اچھا ہو گا، ایسے نہ کہا کریں یہ آپ کے لئے یا ان کے لئے نہیں ہے بلکہ آپ دونوں کے لئے ہے کہ "پڑھا لکھا پنجاب" ایک اچھی بات ہے۔ خدا کرے کہ آپ کا ملک ترقی کی

طرف گامزن ہو اور ترقی یافتہ ممالک کی صف میں صف اول پر جا کر کھڑا ہو اور متفقہ طور پر دونوں طرف سے آپ joint venture کریں۔ وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! میں پہلے بھی تین دفعہ ایوان کو apprise کر چکا ہوں کہ ٹیچرز یا لیکچرار جن کی بھرتی کی جاتی ہے، اس میں ایک dilemma یہ ہے کہ یہ لوگ جب بھرتی ہو جاتے ہیں تو ان کا زیادہ زور یہ ہوتا ہے کہ وہاں ٹرانسفر کروالی جائے جہاں ان کے آبائی گھر ہوتے ہیں۔ جب پنجاب پبلک سروس کمیشن امتحان لیتا ہے تو اس وقت وہ علاقوں کو نہیں دیکھتا کہ کس کس علاقے سے یہ لوگ آ رہے ہیں اس کے علاوہ معزز ممبر نے خالی پوسٹوں کی بات کی ہے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت vision صرف اور صرف حکومت پنجاب کا ہے، ٹرانسفر پالیسی حکومت پنجاب نے implement کی اور اس کے بعد rationalization کی پالیسی بھی حکومت پنجاب لے کر آئی ہے۔ اس کے مطابق جن جن کالجوں اور سکولوں کے اندر جتنے students ہیں ان کے مطابق ٹیچرز کی تعداد کو پورا کیا جاتا ہے۔ اس وقت جو پوسٹیں خالی پڑی ہوئی ہیں انہی کو دیکھتے ہوئے rationalization کی پالیسی حکومت پنجاب لے کر آئی ہے اور ایسا پہلی دفعہ ہوا ہے۔ میں اس مقدس ایوان میں کہہ رہا ہوں کہ جو ٹرانسفر پالیسی آئی ہے وہ مکمل طور پر میرٹ کی بنیاد پر ہے۔ ماضی کی حکومتوں پر الزام لگتا تھا کہ منتخب نمائندے postings and transfers کرواتے ہیں۔ اب totally merit کی بنیاد پر postings and transfers ہوں گی۔ اس کے لئے ایک سرچ کمیٹی بنا دی گئی ہے جس کے تحت ان لوگوں کا انتخاب ہوتا ہے rationalization کی پالیسی آ چکی ہے جس کے تحت جن کالجوں اور سکولوں میں ٹیچرز کی کمی ہے اور جہاں پر surplus ہیں وہاں سے اٹھا کر ان کالجوں اور سکولوں میں بھیجا جا رہا ہے۔ میں کہنا یہ چاہتا ہوں کہ یہ initiative پنجاب کے عوام کے لئے ہے، پنجاب کے بچوں کے لئے ہے، پنجاب میں تعلیم کے معیار کو بلند کرنے کے لئے ہے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اس معاملے پر اپوزیشن تنقید کرے لیکن اگر کوئی اچھا کام ہو رہا ہے تو اس کی تعریف بھی ضرور کرے۔ بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! اس پر میرا ضمنی سوال ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! میرا بھی ایک ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! یہ سوال ادھر کا ہے۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! میں بھی ادھر سے ہوں۔

جناب سپیکر: نہیں، آپ ادھر نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اس وقت تو ادھر ہی بیٹھے ہیں۔(قہقہے)

جناب سپیکر: ملک صاحب! شاہ صاحب کو ضمنی سوال کرنے دیں۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! ٹھیک ہے۔

(اس مرحلہ پر معزز ایوان میں موبائل فون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی)

جناب سپیکر: اپنا اپنا ٹیلی فون بند رکھیں ورنہ ضبط ہو جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! رانا مشہود صاحب نے ٹھیک ٹھیک جوابات دیئے ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ابھی انہوں نے ذکر کیا ہے کہ جب ریگولر ٹیچرز یا لیکچرار بھرتی ہو جاتے ہیں تو پھر وہ اپنی ٹرانسفر کے لئے زور لگانا شروع کر دیتے ہیں۔ میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ بالکل ممکن ہے، محکمہ جب پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھرتی کے لئے requisition بھیجے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کے متعلق بات کریں، تجاویز نہ دیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں یہ سوال کر رہا ہوں کہ کیا محکمہ اس بات کو کرنے کے لئے تیار ہے کہ college identify کر کے Punjab Public Service Commission کو requisition دی جائے تاکہ یہ مسئلہ ہی ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے کیونکہ جب ایک بندہ اس کالج کے لئے designate ہو جائے گا تو وہ اسی کالج میں ہی تعینات ہو گا لہذا میری یہ گزارش ہے کہ اسی طرح سے requisition دی جائے اور محکمہ صحت میں بھی اس طرح سے ہوتا ہے، اس کو یہاں پر بھی adopt کیا جائے تاکہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل ہو جائے۔

جناب سپیکر: نہیں، hard and fast rules نہ بنائے جائیں، کہیں کہیں relaxation بھی کرنی پڑتی ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! ڈاکٹر وسیم اختر صاحب نے جو یہ بات کی ہے already میں نے یہ بتایا تھا کہ جو Steering Committee بنی ہوئی ہے اور ہم جو ایجوکیشن پالیسی لا رہے ہیں اس میں District Education Boards اور یہ سارا کچھ ملا کر ہم اس طرف ہی جا رہے ہیں تاکہ آئندہ یہ مسئلہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ جس ڈسٹرکٹ کے اندر جتنی ضرورت ہے اس کے

مطابق اسی ڈسٹرکٹ کے لوگوں کی وہاں پر بھرتی کی جائے تاکہ آئندہ آنے والے دنوں میں اس مسئلہ کو ختم کیا جائے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! اب آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! کیا اس وجہ سے بھرتی نہیں کی جا رہی کہ تبادلوں کا ڈر ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): آپ کا ڈر ہے۔

ملک محمد احمد خان: نہیں، جناب! میرا تو نہیں ہے، میری وزیر تعلیم رانا مشہود احمد خان صاحب سے گزارش ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کریں۔

ملک محمد احمد خان: جناب والا! ضمنی سوال ہی کرنے لگا ہوں۔ ملک تیمور مسعود کے سوال نمبر 1543 میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کتنی اسامیاں خالی ہیں، رانا صاحب اس کا جواب یہ دے رہے ہیں کہ بھرتیاں اس لئے نہیں کی جا رہیں کہ تبادلوں کا ڈر ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! میں نے یہ نہیں کہا۔

ملک محمد احمد خان: آپ نے یہ کہا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! یہ ایوان کے اندر misstatement of facts ہے۔۔۔

ملک محمد احمد خان: آپ نے خود کہا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! معزز ممبر میرے لئے بڑے محترم ہیں میں نے جو بات کی تھی اس کو توڑ مروڑ کے پیش نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جوایوان کی میز پر رکھے گئے)

وہاڑی: گورنمنٹ کالج آف کامرس میں اساتذہ و طالب علموں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*149: محترمہ شمیلہ اسلم: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج آف کامرس تحصیل وہاڑی میں اساتذہ و طالب علموں کی تعداد کتنی ہے اور کون کون سی seats خالی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج کی چار دیواری نامکمل ہے، یہ چار دیواری کب تک مکمل کر دی جائے گی؟

(ج) مذکورہ کالج میں کمپیوٹرز کی تعداد کتنی ہے، کیا یہ درست ہے کہ کمپیوٹرز کم ہونے کی وجہ سے طلباء کی پڑھائی متاثر ہو رہی ہے، حکومت کب تک مزید کمپیوٹرز مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف گورنمنٹ کالج آف کامرس تحصیل وہاڑی میں سیشن13-2012 میں کلاس وار طلباء و طالبات کی تعداد درج ذیل ہے:

کلاس	طلباء کی تعداد
ڈی کام پارٹ I	120
ڈی کام پارٹ II	121
بی کام پارٹ I	100
بی کام پارٹ II	53
ایم کام پارٹ I	25
ایم کام پارٹ II	31
کل تعداد	450

کالج ہذا میں اساتذہ کرام کی کل منظور شدہ اسامیاں 30 ہیں جبکہ اس وقت 23 اساتذہ کرام اپنے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اور منظور شدہ اساتذہ کی 7 اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

نام اسامی	گریڈ	مضمون	خالی اسامیوں کی تعداد
چیف انسٹرکٹر	BPS-19	اردو شارٹ ہینڈ	1
اسسٹنٹ پروفیسر	BPS-18	کامرس	1
انسٹرکٹر	BPS-17	کامرس	3
انسٹرکٹر	BPS-17	اردو	1
انسٹرکٹر	BPS-17	انگلش	1

(ب) مذکورہ کالج کی عمارت کی تعمیر اور قیام کے وقت سے ہی ایک بڑا بہت گہرا گڑھا کالج کے رقبہ کے حصہ کے طور پر ملا اس طرف ٹھیکیداروں نے چار دیواری کی تعمیر ہی نہیں کی تھی اب بلدیہ کے تعاون سے اس میں ٹرالی ملبہ ڈالا جا رہا ہے تاکہ اس کو قابل استعمال اور کارآمد بنانے کے لئے کم از کم مٹی کی ضرورت پیش آئے لیکن اسے پوری طرح بھرنے کے لئے ابھی کچھ وقت درکار ہے۔

محکمہ اعلیٰ تعلیم کے سالانہ ترقیاتی بجٹ 14-2013 میں ایک block allocation میں موجود ہے جس سے تمام کامرس کالجز کو ضروری missing facilities فراہم کرنے کے لئے اعداد و شمار اکٹھے کئے جا رہے ہیں جلد ہی سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کی منظوری کے لئے بھجوا دی جائے گی جس میں مذکورہ کالج کو بھی شامل کیا جائے گا۔

(ج) کالج میں مختلف اوقات میں خریدے گئے کمپیوٹرز کی کل تعداد 108 ہے ان میں سے 32 P-III کمپیوٹرز ناقابل استعمال ہیں۔ باقی ماندہ 76 کمپیوٹر لیب میں موجود ہیں اور طالبعلموں کے استعمال میں ہیں تفصیل درج ذیل ہے:-

لیب	کمپیوٹرز کی تعداد
لیب نمبر1	50 عدد
لیب نمبر2	26عدد

کالج ہذا کی تمام کلاسز میں کمپیوٹر کا مضمون شامل ہے۔ لیب نمبر1 اور لیب نمبر2 میں موجود کمپیوٹرز پر طلباء کو احسن انداز میں کمپیوٹرز کی تربیت دی جا رہی ہے اور طلباء و طالبات کا تعلیمی حرج نہیں ہو رہا۔

لاہور: گورنمنٹ کالج برائے خواتین شادباغ میں بھرتی کی تفصیلات

*1039: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) گورنمنٹ کالج برائے خواتین شاد باغ لاہور کی موجودہ پرنسپل صاحبہ نے اپنی تعیناتی کے دوران کتنی مرتبہ کنٹریکٹ پر لیکچرار کی بھرتی کی؟

(ب) کتنی خواتین نے کنٹریکٹ پر بھرتی کے لئے درخواستیں جمع کروائیں،ان کے نام وپتاجات اور جو میرٹ لسٹ بنائی گئی،اس کی تفصیل سے بھی آگاہ کریں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان لیکچرار کو میرٹ سے ہٹ کر بھرتی کیا گیا؟

(د) بھرتی کرنے والی کمیٹی کے ممبران کے نام وعہدہ سے بھی آگاہ کریں، کمیٹی کے ممبران اساتذہ کب سے مذکورہ کالج میں تعینات ہیں؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) کنٹریکٹ CTI,s سال 2009 تا 2013

(ب) امیدواران کی لسٹ 2009 تا 2013 ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے۔

(د) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

گوجرانوالہ: بوائز و گرلز کالجوں کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1308: جناب محمد نواز چوہان: کیا وزیر ہائر ایجوکیشن از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔92 گوجرانوالہ میں کس کس جگہ سرکاری بوائز و گرلز کالج قائم ہیں؟

(ب) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد کالج وار بتائیں؟

(ج) ان کالجوں میں زیر تعلیم طالب علموں کے لئے کیا کیا سہولیات انتظامیہ کی طرف سے فراہم کی جارہی ہیں؟

(د) کیا ان کالجوں میں فرنیچر، سائنس لیب، سائنس لیب کا سامان اور کھیلوں کا سامان ان کی ضروریات کے مطابق ہے اگر ناکافی ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔92 گوجرانوالہ میں تین سرکاری کالج موجود ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1- گورنمنٹ کالج برائے خواتین چوک نیائیں اردو بازار، گوجرانوالہ سٹی

2- گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین صغیر شہید پارک نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ

3- گورنمنٹ کالج آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

(ب) ان کالجوں میں کلاس وار طالب علموں کی تعداد درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام کالج	طالبات کی تعداد				
		فرسٹ ایئر	سیکنڈ ایئر	تھرڈ ایئر	فورتھ ایئر	کل میزان
1	گورنمنٹ کالج برائے خواتین چوک نیائیں اردو بازار، گوجرانوالہ سٹی	900	728	380	300	2308

نمبر شمار	نام کالج	ڈی کام کے طلباء		بی کام کے طلباء		
		(پارٹ 1)	(پارٹII)	پارٹI	پارٹII	کل میزان
3	گورنمنٹ کالج آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ	100	109	110	90	409

(ج) ان کالجوں میں کالج انتظامیہ کی طرف سے فراہم کردہ سہولیات کی تفصیل درج ذیل ہے:-

-1 گورنمنٹ کالج برائے خواتین چوک نیائیں اردو بازار، گوجرانوالہ سٹی

(کالج کی عمارت سترہ کلاس رومز تین سائنس، ایک کمپیوٹر اور ایک ہوم اکنامکس لیب، ایک ہال اور ایڈمن بلاک پر مشتمل ہے اس کے علاوہ طالبات کے لئے 1000 کرسیاں اور دیگر فرنیچر، لیبارٹریز کا مکمل سامان، پانی، بجلی اور جنریٹر کی سہولت بھی موجود ہے)

-2 گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین صغیر شہید پارک نوشہرہ روڈ، گوجرانوالہ

(کالج کی عمارت گیارہ کلاس رومز، تین سائنس لیبارٹریز، ایک ایڈمن بلاک اور ایک ہال پر مشتمل ہے اس کے علاوہ فرنیچر اور دیگر سہولیات بھی میسر ہیں۔)

-3 گورنمنٹ کالج آف کامرس نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ

(کالج کی عمارت دس کلاس رومز، دو کمپیوٹر لیب اور ایڈمن بلاک پر مشتمل ہے اس کے علاوہ 400 کرسیاں اور ضروری فرنیچر کے علاوہ دیگر سہولیات بھی میسر ہیں)

(د) جی ہاں! ان کالجوں میں فرنیچر، سائنس لیب، سائنس لیب کا سامان طلباء وطالبات کی ضرورت کے مطابق ہے۔

پنجاب کالج لائبریرین کا سروس سٹرکچر و دیگر تفصیلات

*1675: جناب محمد ارشد ملک (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہائر ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب کالج لائبریرین کے سروس سٹرکچر کی سمری کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2011 میں دی تھی مذکورہ سروس سٹرکچر گریڈ 17 تا 20 تک تھا اور اس کی بنیاد 1:15:34:50 تھی کیا فنانس ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب نے اس کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

(ب) کیا حکومت مذکورہ نوٹیفکیشن جلد از جلد جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیاحکومت مذکورہ نوٹیفکیشن کے اجراء میں تاخیر کے ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائرایجوکیشن (رانامشہوداحمد خان):

(الف) پنجاب کالج لائبریرین کے سروس سٹرکچر کی منظوری وزیراعلیٰ نے دی تھی اور سروس سٹرکچر گریڈ17 سے 20 تک تھا اور اس کی بنیاد چار درجاتی فارمولا1:15:34:50 تھی اور فنانس ڈیپارٹمنٹ بھی اس کی منظوری دے چکاہے۔

(ب) فنانس ڈیپارٹمنٹ کی منظوری کے بعد محکمہ تعلیم نے بھی اس کاآرڈر/نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہوا ہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) آرڈر/نوٹیفکیشن جاری کرنے میں ارادتاًکسی کا تاخیر عمل دخل نہ پایا جاتا ہے بلکہ آرڈر /نوٹیفکیشن محکمہ خزانہ اور محکمہ تعلیم چھان پھٹک کے بعد جاری کرتے ہیں تاکہ اس میں کوئی سقم باقی نہ رہ جائے جبکہ مذکورہ نوٹیفکیشن محکمہ فنانس سے تصدیق کرواکر پہلے ہی مورخہ 30-09-2013 کو جاری کر دیا گیاہے۔کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

فیصل آباد:پی پی۔58 میں کالجز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*1831:جناب احسن ریاض فتیانہ:کیاوزیر ہائرایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف)پی پی۔58 فیصل آباد میں کتنے کالجز بوائز/گرلز ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔58 فیصل آباد ہائرایجوکیشن کا کوئی معیاری ادارہ نہ ہونے کی وجہ سے لوگ اپنے بچوں کو دوسری تحصیلوں میں بھیجنے پر مجبور ہیں؟

(ج) پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع فیصل آباد کو تعلیم کے لئے دیئے جانے والے فنڈز میں سے کتنا فنڈ پی پی۔58 میں خرچ ہوا ہے؟

(د) حکومت پی پی۔58 فیصل آباد میں تعلیمی معیار میں بہتری پیدا کرنے کے لئے کیا اقدامات اٹھانے کاارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):

(الف) پی پی۔58 ضلع فیصل آباد کی تحصیل تاندلیانوالہ میں واقع ہے۔اس تحصیل میں ایک گرلز کالج ماموں کانجن کے مقام پر 2010 سے کام کر رہا ہے۔اس کے علاوہ ماموں کانجن میں ایک بوائز کالج زیر تعمیر ہے جس کی تعمیر کا کام تقریباً ساٹھ فیصد تک مکمل ہو چکا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ضلع فیصل آباد کی تحصیل تاندلیانوالہ دو صوبائی حلقوں پی پی۔57اور پی پی۔58 پر مشتمل ہے۔ محکمہ اعلیٰ تعلیم نے اس تحصیل کی آبادی کی تعلیمی ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے تاندلیانوالہ پی پی۔57 میں ایک گرلز اور ایک بوائز کالج قائم کیا جن میں بالترتیب 1372 اور 824 طلباء وطالبات زیر تعلیم ہیں۔پی پی۔58 میں گرلز کالج 2010 میں قائم کیا گیا ہے جس میں 280 طالب علم زیر تعلیم ہیں اس کے علاوہ ایک بوائز کالج زیر تعمیر ہے جس کی تکمیل کے بعد اس تحصیل کے طلباء وطالبات کے لئے چار کالج موجود ہوں گے جو اس تحصیل کی تعلیمی ضرورت کے لئے کافی ہیں۔

(ج) پچھلے پانچ سالوں کے دوران ضلع فیصل آباد کے حلقہ پی پی۔58 کو تعلیم کے حوالے سے فراہم شدہ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے:

پی پی۔58 میں حکومت پنجاب نے 40.658 ملین روپے کی لاگت سے ایک گرلز کالج 2010 میں تعمیر کیا۔اس کالج کو 11-2010 سے لے کر اب تک محکمہ اعلیٰ تعلیم نے غیر ترقیاتی اخراجات کے لئے -/63,05,790 روپے فراہم کئے جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مالی سال	فراہم کردہ بجٹ
2010-11	-/3,62,932 روپے
2011-12	-/20,16,977 روپے
2012-13	-/39,25,881 روپے روپے

تاہم موجودہ مالی سال 14-2013 کے لئے اس کالج کو اب تک -/6,75,313 روپے کا بجٹ فراہم کر دیا گیا ہے۔

مزید برآں محکمہ اعلیٰ تعلیم نے مالی سال 12-2011 میں پی پی۔58 میں ماموں کانجن کے مقام پر ایک بوائز کالج کی تعمیر کا فیصلہ کیا جس کی کل لاگت 90.719 ملین روپے ہے اور اب تک 66.265 ملین روپے فراہم کئے جا چکے ہیں جس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مالی سال	فراہم کردہ بجٹ
2011-12	14.265 ملین روپے
2012-13	32.000 ملین روپے

2013-14 20.000ملین روپے
میزان 66.265ملین روپے

(د) پی پی۔58 فیصل آباد میں کالجز کے قیام کے حوالے سے تفصیل مندرجہ بالا سوالات کے جوابات میں تحریر کر دی گئی ہے اور اس کے علاوہ تعلیمی معیار کی بہتری کے لئے محکمہ اعلیٰ تعلیم کے منظور شدہ قواعد وضوابط کے مطابق تمام ضروری اقدامات کئے جا رہے ہیں تاکہ تعلیمی معیار کی بہتری کو یقینی بنایا جاسکے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

رپورٹ
(جو پیش ہوئی)

جناب سپیکر: حضرت! پوائنٹ آف آرڈر پر آ گئے ہیں۔ آپ ایک منٹ کے لئے تشریف رکھیں۔ رانا محمد ارشد صاحب! مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی مصدرہ 2013 کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں

The Lahore Development Authority (Amendment) Bill 2013 (Bill No .17 of 2013)

کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔"

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی۔ شکریہ۔ اب تحاریک استحقاق کا وقت شروع ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کروں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے لاہور کیمپس کو اچانک بند کرنے سے ہزاروں طلباء و طالبات کو پریشانی کا سامنا

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! ایک اہم مسئلہ ہے، اس وقت وزیر تعلیم بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: وزیر تعلیم! متوجہ ہوں، ایک اہم مسئلہ سنئے گا اور اپنے ساتھیوں کو یہاں سے بھگائیں نہیں، مہربانی کر کے ان سے کہیں کہ وہ تھوڑی دیر کے لئے تشریف رکھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کا لاہور کیمپس حکومت کی اجازت سے بنایا گیا اور وہ کیمپس اچانک seal کر دیا گیا۔ 3 ہزار طلباء و طالبات اس میں داخلہ لے چکے ہیں، حکومت ان کے لئے کیا کرنا چاہتی ہے کیونکہ ان کے parents کو بہت پریشانی ہے حالانکہ وہ کیمپس باقاعدہ حکومت کی اجازت سے کھولا گیا تھا اب اچانک seal کر دیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں وزیر قانون سے بھی آپ کے توسط سے گزارش کروں گا کہ وہ بتائیں کہ اس مسئلہ پر حکومت کی پالیسی کیا ہے، اس کے بعد میں بتاؤں گا کہ وہ کیوں seal ہوا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): اگر آپ پہلے ہی بتا دیتے تو زیادہ اچھا تھا۔ اس میں دو چیزیں ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ چونکہ late آئے ہیں اس لئے کہہ رہے ہیں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! اس مقدس ایوان میں ہمیں کوئی بھی بات کرنی چاہئے تو باقاعدہ اس کی background معلوم کر کے اور جب facts and figures موجود ہوں تو تب کرنی چاہئے کیونکہ اس ایوان میں کی ہوئی بات پنجاب کے عوام کی امانت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، درست ہے۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کا جو لاہور کیمپس ہے اس کے لئے وزیر اعلیٰ سے approval مانگی گئی اور اس پر وزیر اعلیٰ نے یہ کہا۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! ایک منٹ مجھے بات کرنے دیں۔ جناب عبدالوحید چودھری! آپ پرانے ممبر ہیں، جب کوئی معزز ممبر بات کر رہا ہو چاہے وہ ایم پی اے صاحب یا منسٹر صاحب ہوں تو آپ کو یہ معلوم نہیں کہ اپنی سیٹ پر کیسے جایا جاتا ہے؟ .I am sorry for that

وزیر جیل خانہ جات (جناب عبدالوحید چودھری): جناب والا! اگر اجازت ہو تو۔۔۔

جناب سپیکر: بس، بس۔ میں لوگوں کو نہیں سنانا چاہتا۔ وہ کون تھے اور کون نہیں؟ اس کے لئے جو طریق کار ہوتا ہے بس آپ وہ دیکھ لیں۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب والا! اس سلسلے میں جب چیف منسٹر صاحب سے approval مانگی گئی تو چیف منسٹر صاحب نے specifically دو conditions رکھی تھیں۔ ایک condition یہ تھی کہ جب تک بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کا سنڈیکیٹ approve نہیں کرتا تب تک یہ کیمپس نہیں کھل سکتا اور جب تک ہائر ایجوکیشن کمیشن اس کی approval نہیں دیتا تب تک یہ کیمپس نہیں کھل سکتا۔ وزیر اعلیٰ کی طرف سے جو دونوں recommendations تھیں ان کو پورا نہیں کیا گیا۔ اس سلسلے میں سنڈیکیٹ سے منظوری لی گئی اور نہ ہی ہائر ایجوکیشن کمیشن کی منظوری لی گئی اور فوری طور پر انہوں نے یہاں لاہور میں جگہ لے کر یونیورسٹی کا کیمپس کھول لیا۔ اس کے علاوہ تیسری important بات یہ ہے کہ یہاں پر وہ Engineering faculty لے کر آرہے تھے جس کے لئے پاکستان انجینئرنگ کونسل سے approval ضروری تھی، اس کے علاوہ یہاں پر وہ law کی faculty لے کر آرہے تھے جس کی پاکستان بار کونسل سے approval ضروری تھی۔ اس کے علاوہ وہ یہاں پر میڈیکل کی faculty لے کر آرہے تھے جس کی پاکستان میڈیکل اینڈ ڈینٹل کونسل سے منظوری ضروری تھی۔ بات یہ ہے کہ قانون اور قاعدے کو جو follow نہیں کرے گا اس کے خلاف قانون بھی حرکت میں آئے گا اور اس کے خلاف کارروائی بھی ہوگی۔ یہ جو تعلیم کے نام پر ٹھیکیدار ہیں ان کو ختم کر کے اداروں کو۔۔۔

جناب سپیکر: جو بچے فیسیں دیتے تھے ان کا کیا بنے گا؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ جس وقت انہوں نے یہاں پر کیمپس کھولا اسی وقت ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے فوری طور پر اخبار کے اندر ایک اشتہار دیا،

ان کے کیمپس کے باہر نوٹس لگایا کہ یہ illegal campus ہے اگر اس کے بعد بھی کوئی داخلہ لیتا ہے تو مشتری ہوشیار باش اور یہ پوری دنیا کے اندر principle چلتا ہے۔

تعزیت

جمہوریت کے ہیرو نیلسن منڈیلا کی وفات پر معزز ممبران کا کھڑے ہو کر خاموشی اختیار کرنا

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان):اس کے بعد میں ایوان سے آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں، آج جمہوریت کے ایک بہت بڑے legend اور ہیرو نیلسن منڈیلا کی death ہوئی ہے، اس نے اپنے ملک کے اندر جمہوریت کی خدمت کرنے کے لئے 27 سال جیل کاٹی اور اپنے ملک کے اندر جہاں ڈکٹیٹر شپ تھی وہاں پر جمہوریت کے پودے کی آبیاری کی۔ میں آپ کے توسط سے ایوان سے request کروں گا کہ ہم ان کی موت پر ایک منٹ کی خاموشی اختیار کر لیں۔

جناب سپیکر: کھڑے ہو کر خاموشی اختیار کریں۔

(اس مرحلہ پر ایوان کے تمام معزز ممبران نے نیلسن منڈیلا کی وفات پر ایک منٹ کھڑے ہو کر خاموشی اختیار کی)

جناب سپیکر جی، شیخ صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی کے لاہور کیمپس کو اچانک بند کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا

(---جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں عرض کرنا چاہتا ہوں ٹھیک ہے منسٹر صاحب اچھے وکیل بھی ہیں لیکن مجھے صرف اس بات کا جواب دے دیں کہ کیا بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی لاہور کیمپس کے اشتہارات ڈی جی پی آر نے شائع نہیں کئے، ڈی جی پی آر پنجاب حکومت کا ادارہ نہیں ہے؟ دوسری یہ بات کہ جب ان کے admissions ہو گئے وہ سارا process چلتا رہا لیکن یہ خاموش رہے اور جب وہ اس

نج پر پہنچ گئے جہاں تین ہزار بچوں کا مستقبل اور کروڑوں روپیہ ضائع ہونے کا خطرہ ہے وہاں جا کر انہوں نے action لیااور نوٹس لگایا۔ میں ایک بات کہتا ہوں کہ ایک عام اشتہار جو پرائیویٹ سیکٹر سے آئے حکومت اس پر نظر رکھتی ہے۔ پانچ لاکھ روپے کا اشتہار ڈی جی پی آر کے ذریعے بیس ہزار روپے میں چھپتا ہے۔ میرا اور آپ کا private concern کا اشتہار پانچ لاکھ روپے میں چھپتا ہے لیکن ڈی جی پی آر کا اشتہار بیس یا پچیس ہزار روپے میں چھپتا ہے۔ اگر یہ illegal campus تھا تو اس کے اشتہارات ڈی جی پی آر کیوں چھاپتا رہا؟ نیلسن منڈیلا کے ساتھ بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی کو کیسے ملا دیا یہ میرے بھائی رانا مشہود کا ہی کام ہے۔

جناب سپیکر: مشہود صاحب! یہ مذاق کی بات نہیں ہے، یہ بڑی serious بات ہے، تین ہزار بچوں کے مستقبل کا معاملہ ہے اور جنہوں نے یہ فراڈ کیا ہے ان کو تو سزا ضرور ملنی چاہئے جیسے آپ کہہ رہے ہیں لیکن اس میں آپ کا، پنجاب گورنمنٹ کا محکمہ بھی involve ہے تو اسے بھی اتنی ہی سزا ملنی چاہئے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس پر کمیٹی بنائیں تو میں ثابت کروں گا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ بہت بڑا فراڈ ہوا ہے۔

جناب سپیکر: اب ان کی بات بھی سن لیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

MR SPEAKER: No point of order, please have your seat.

جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پہلے منسٹر صاحب بات کر لیں میں ان کے بعد کر لیتا ہوں۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! دو چیزیں ہیں، اگر ہم اس ایوان کی sanctity کا خیال نہیں رکھیں گے تو اور کون رکھے گا؟ اس ایوان میں منہ سے نکلے ہوئے ایک ایک لفظ کا کل ہم نے حساب بھی دینا ہے کیونکہ یہ ریکارڈ ہو رہا ہوتا ہے اور یہ کارروائی کا حصہ بن رہا ہوتا ہے۔ شیخ صاحب میرے بڑے محترم ہیں پہلی بات تو یہ ہے کہ جس دن وزیر اعلیٰ کی طرف سے جو لیٹر آیا تھا انہوں نے اس کو غلط استعمال کرنا شروع کیا۔ اسی دن ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ان کو notice بھیجا، اسی دن ڈی جی پی آر کے اندر پہلا notice ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے گیا اور اس پر already ایک انکوائری ہوئی جس کے اندر گورنمنٹ کے آفیسرز نے انکوائری کی، اگر میں اس کی تفصیل بتانا شروع کروں تو یہاں

ایک بڑی افسوسناک صورتحال نکل کر سامنے آئے گی۔ جب وہ ساری انکوائری ہوئی تو اس کی رپورٹ کی روشنی میں ایک اور انکوائری کمیٹی بنی ہے جو وزیر قانون، سیکرٹری قانون اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی سٹیرنگ کمیٹی پر مشتمل ہے۔ جو culprits ہیں جنہوں نے اس کے ذریعے پیسا کمانے کی کوشش کی ہے، جنہوں نے بچوں کے مستقبل کے ساتھ کھیلنے کی کوشش کی ہے بالکل ان کے خلاف کارروائی بھی ہو گی، نیب میں بھی کیسز جائیں گے۔ جب کمیٹی کی سفارشات آئیں گی تو ان کے مطابق سخت ترین کارروائی کی جائے گی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! منسٹر صاحب بالکل بجا کہہ رہے ہیں لیکن ان تین ہزار بچوں کا کیا بنے گا، نیب نے تو تین ہزار دن میں فیصلہ نہیں کرنا۔ ان تین ہزار بچوں کا کیا بنے گا؟ آپ بھی اس کی سنگینی کو سمجھ رہے ہیں۔ آپ ایوان کی کمیٹی بنائیں میں اس میں ثابت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ان بچوں کو کسی طرح کہیں accommodate کر سکتے ہیں؟ Is there any way? انہوں نے جو رقم دی ہے وہ ان سے لے کر دیگر کسی کالج کو دے دیں اور اس کا کوئی طریقہ بنائیں۔ آپ چھوڑیں کمیٹیوں سے بات نہیں بنے گی۔

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں آپ کو یہی افسوسناک پہلو بتانے لگا ہوں کہ ان لوگوں نے کیا کیا کہ جو فیسیں اکٹھی ہوئیں وہ ایک بنک میں گئیں۔ جب ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے اس کے اوپر پابندی لگائی تو انہوں نے راتوں رات وہ رقم اس بنک سے نکلوا لی حالانکہ وہ رقم نکلوانے کا انہیں کوئی استحقاق نہیں تھا۔ شیخ صاحب جن تین ہزار بچوں کا ذکر کر رہے ہیں ان کے پیسے تو یہ لٹیرے کھا گئے ہیں۔ ان سے recovery بھی ہو گی اور جو پیسے بنک میں ہونے چاہئیں تھے وہ انہوں نے کس قانون کے تحت نکلوائے ہیں۔

جناب سپیکر: مجھے ان سے سروکار نہیں ہے۔ مجھے ان بچوں کا مستقبل بتائیں کہ ان کے لئے کیا کیا جائے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! میں آخری بات کروں گا کہ جب اخبارات میں آ رہا ہے، جب ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے لکھ کر لگا دیا اس کے باوجود والدین اپنے بچوں کے مستقبل کے ساتھ اس طرح کھیل رہے ہیں۔ اس کے اندر تو already ہائر ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ نے ہر level پر یہ بات کی ہوئی ہے۔ ہم ان بچوں کے پیسوں کی recovery کے لئے کوشش کریں گے اور ان کے پیسے نکلوا کر انہیں واپس دلوائیں گے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

حالیہ الیکشن کے رزلٹس کی تصدیق کے لئے انگوٹھوں کے نشان کی تصدیق سے قبل چیئرمین نادرا کو خلاف قانون برطرف کرنا

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ایک انتہائی اہم معاملہ جو اس وقت پورے ملک اور خاص طور پر پنجاب میں زیر بحث ہے۔ ابھی نیلسن منڈیلا کے حوالے سے ان کی جمہوری خدمات کا ذکر کیا گیا لیکن ہمارے ملک کے اندر جو جمہوریت پر شب خون مارا گیا اور جس طرح سے نادرا کے چیئرمین طارق ملک کو برطرف کیا گیا۔ پنجاب کے جو رزلٹس تھے یہاں پر thumb impression کی verification کی باری آئی تو ایک دم سے وہ کرپٹ بھی ہو گیا، اس کی تقرری بھی illegal ہو گئی۔ میں یہاں پر یہ بات اس لئے کرنا چاہ رہا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی زیادتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر دھونس اور دھاندلی سے حقائق قوم سے چھپانے کی کوشش کی گئی تو یہ بہت بڑی زیادتی ہو گی۔ ساری پولیٹیکل پارٹیز کا خیال تھا کہ الیکشن میں بڑے پیمانے پر rigging ہوئی ہے۔ ہم نے جلسے، جلوسوں کے ذریعے سڑکوں پر آ کر کوئی بڑا احتجاج اس لئے نہیں کیا کہ جمہوریت derail ہو گی اور کسی اور کو فائدہ نہ ہو جائے۔ اس وقت جب جناب عمران خان نے پارلیمنٹ کے اندر یہ بات کی۔۔۔

(اس مرحلہ پر وزیر محنت و انسانی وسائل راجہ اشفاق سرور ایوان سے باہر جانے لگے)

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا بات سن کر جائیں۔ منسٹر صاحب! ذرا بات سن کر جائیں۔ جی، قائد حزب اختلاف!

(وزیر محنت و انسانی وسائل راجہ اشفاق سرور نے کہا کہ میں ادھر ہی ہوں)

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): انہوں نے پارلیمنٹ میں چار حلقوں کے thumb impression کی بات کی۔ پورے ملک میں ہماری 60 کے قریب pending petitions ہیں۔ اس پر چودھری نثار صاحب نے کہا کہ ہم 20 حلقوں کی کرائیں گے تو بڑی واہ واہ ہوئی کہ یہ بڑا اچھا gesture ہے کہ ہم چار حلقوں کی کہہ رہے ہیں اور یہ 20 کی کہہ رہے ہیں لیکن ابھی ان چار حلقوں کی باری تو آنی تھی جب لاہور کے حلقہ 118 کی باری آئی ہم الیکشن ٹربیونل میں گئے اور پچھلے چھ ماہ سے کیسوں کی پیروی ہو رہی ہے تو اس الیکشن ٹربیونل نے حلقہ 118 کی thumb impression کی verification کا فیصلہ

کیا جاتا ہے تو اسے terrorize کیا جاتا ہے، دبایا جاتا ہے، دھمکایا جاتا ہے اور خطوط لکھے جاتے ہیں۔ پنجاب کے دو وزراء اور ایک مرکزی وزیر پرسوں رات کو اُن سے استعفیٰ لینے کی کوشش کرتے رہے، انہیں کہتے رہے کہ پنجاب میں داخل نہ ہوں اور لاہور میں نہ آئیں۔ تو یہ کون سی جمہوریت ہے، یہ کون سی روایات ہیں اور یہ کہاں کا انصاف ہے؟

وہی قاتل وہی شاہد وہی منصف ٹھہرے
اقرباء میرے کریں خون کا دعویٰ کس پر؟

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بات پنجاب سے متعلقہ ہے، پنجاب میں جمہوریت کی آبیاری سے متعلقہ ہے اور پنجاب کے اندر جو rigged elections ہوئے ہیں یہ اس کو expose کرنے کا عمل ہے۔ ہم نے جلسے کرکے، جلوس نکال کر یا بزور قوت یہاں پر کچھ نہیں کیا بلکہ ہم الیکشن ٹربیونل اور عدالتوں میں گئے۔ ہم نے عدالتوں میں کہا کہ ہمیں انصاف چاہئے۔ ہم انصاف کا دروازہ کھٹکھٹا رہے تھے۔ جب سندھ میں thumb impressions کی verification ہوئی تو اس پر کسی کو تکلیف نہیں ہوئی۔ جب 13 حلقوں میں thumb impressions کی verification کی گئی تو پتا چلا کہ 80,80 ہزار جعلی ووٹ ڈالے گئے ہیں اور ایک فرد نے چودہ چودہ انگوٹھے لگائے ہیں۔ اب جب پنجاب کی باری آئی ہے تو راتوں رات اس آدمی کی تقرری جعلی ہو جاتی ہے، وہ corrupt بھی بن جاتا ہے اور اس کو dismiss کرنے کی باتیں ہوتی ہیں۔ رات کو ایک بجے کون سا طوفان آ رہا تھا؟ رات کو ایک بجے Cabinet Division کا بندہ مسل نکالتا ہے، اس آدمی کے پاس جاتا ہے اور اسے رات کو دو بجے جگا کر dismissal کے احکامات handover کئے جاتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب کے اس ایوان میں اس پر بات ہونی چاہئے۔ ہم اس حوالے سے ایک تحریک التوائے کار لے کر آئے ہیں۔ آپ ہمیں out of turn اس پر بات کرنے کا موقع دیں۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! تحریک التوائے کار out of turn کیسے ہو سکتی ہے؟ It is not possible.

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یہ بالکل حقائق کے برعکس بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: حضرت صاحب! آپ بیٹھ جائیں۔ اس کا جواب کون سے منسٹر دیں گے؟

وزیر ہائر ایجوکیشن (رانا مشہود احمد خان): جناب سپیکر! پنجاب واحد صوبہ تھا کہ جس کے اندر پٹواری سے لے کر اعلیٰ عہدوں تک کے لوگوں کو تبدیل کیا گیا۔ یہاں پر بیوروکریسی کا پورا network تبدیل

کیا گیا، نئے لوگ لائے گئے اور پھر اس interim system نے الیکشن کروایا۔قائد حزب اختلاف نے ڈائریکٹر جنرل نادرا کے حوالے سے جو بات کی ہے اس بارے میں عرض کروں گا کہ یہ matter sub-judice ہے۔اگر اس کا ماضی دیکھیں تو آج مجھے لگ رہا ہے کہ یہ partners in league بن رہے ہیں۔2008 کے اندر پیپلز پارٹی کا جو الیکشن cell بنا تھا یہ صاحب اس کا حصہ تھے۔ان کی تقرری کے حوالے سے بھی یہ کہوں گا کہ اُس وقت ایڈیشنل ڈائریکٹر جنرل کی کوئی اسامی ہی نہیں تھی اور باقاعدہ ایک نئی post create کر کے انہیں لگایا گیا۔دوسری بات یہ ہے کہ اُس وقت جو interim set up بنا اس نے پنجاب کو خاص طور پر نشانہ بنایا تھا اس کے باوجود پنجاب کے عوام نے مسلم لیگ (ن) اور میاں محمد نواز شریف پر جو اعتماد کیا ہے وہ ان سے ہضم نہیں ہو رہا۔یہ قانون اور قاعدے کی بات کریں۔ہم تو خود اُس وقت receiving end پر تھے۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جب پنجاب کی باری آئی ہے تو ان کو یہ ساری باتیں یاد آ گئی ہیں جبکہ یہ پچھلے چھ ماہ سے حکومت میں ہیں۔

جناب سپیکر: میری بات سُنیں۔آپ نے اپنی بات کر لی ہے لہذا اب مجھے ان کی بات بھی سننے دیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! وزیر موصوف نے تو بات کر لی ہے۔

جناب سپیکر: ابھی راجہ صاحب بات کرنا چاہتے ہیں۔جی، راجہ صاحب!

وزیر محنت وانسانی وسائل (راجہ اشفاق سرور): جناب سپیکر! قائد حزب اختلاف نے جس طریقے اور تفصیل سے بات کی ہے وہ مناسب نہیں کیونکہ یہ matter sub-judice ہے لہذا اس معاملے کو اس طرح سے discuss نہ کیا جائے جب تک کہ اس کا کوئی فیصلہ نہیں آ جاتا۔یہ صرف ایک دو حلقوں میں thumb impression کی verification کروانے کی بات کر رہے ہیں۔پورے پنجاب میں باقی results کے حوالے سے تو کوئی ایسی بات نہیں آئی۔یہ تو سارے الیکشن کو controversial بنانے کی بات کر رہے ہیں۔ابھی جس طرح رانا مشہود صاحب نے فرمایا کہ یہاں پنجاب کی عوام نے ایک فیصلہ سنایا ہے لہذا انہیں اس فیصلے کا احترام کرنا چاہئے۔اسی طرح عدالت کا بھی احترام کرنا چاہئے کیونکہ یہ معاملہ sub-judice ہے۔جب تک عدالت کی طرف سے کوئی حتمی فیصلہ نہیں آ جاتا اس وقت تک اس بارے میں بات نہیں کرنی چاہئے۔کیا پتا کس پر الزام ٹھہرایا جاتا ہے؟ اس لئے جب تک اس کا فیصلہ نہیں آ تا اس وقت تک ہمیں اس کو یہاں پر discuss نہیں کرنا چاہئے۔(قطع کلامیاں)

MR SPEAKER: Order please. Order in the House.

دیکھیں، مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب تحاریک استحقاق کا وقت ہے۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! ہمیں اس پر بات تو کرنے دیں۔

MR SPEAKER: No, sir. The matter is sub-judice

آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ چودھری صاحب! مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید): جناب سپیکر! ہم جمہوریت کی بحالی اور جمہوری روایات کی پاسداری کے لئے ایوان سے دس منٹ کے لئے احتجاجاً walkout کرتے ہیں اور سیاہ پٹیاں باندھیں گے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! مہربانی کر کے ایسا نہ کریں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے احتجاجاً walkout کر گئے)

میاں صاحب! واپس آ جائیں۔ جناب ابو حفص محمد غیاث الدین کی تحریک استحقاق ہے۔ رانا صاحب! کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟ یہ تحریک پڑھی جا چکی ہے۔ اس کا جواب دینے کے لئے آپ نے وقت لیا تھا اور یہ نارووال کے حوالے سے ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! معزز ممبران حزب اختلاف نے دس منٹ کے لئے token walkout کیا ہے تو کیا آپ حزب اختلاف کے بغیر ایوان کی کارروائی جاری رکھیں گے؟

جناب سپیکر: اب ان کو منانے کے لئے کس کو بھیجوں؟

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میرے علاوہ کسی کو بھی بھیج دیں وہ مان جائیں گے۔

جناب سپیکر: ملک ندیم کامران، جناب عبدالوحید چودھری اور شیخ علاؤالدین جائیں اور حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لے کر آئیں۔

(اس مرحلہ پر وزیر زکوٰۃ و عشر ملک ندیم کامران، وزیر جیل خانہ جات جناب عبدالوحید چودھری
اور شیخ علاؤالدین معزز ممبران حزب اختلاف کو ایوان میں واپس لانے کے لئے
ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

اے سی شکر گڑھ اور ڈی سی او نارووال کا معزز ممبر کے ساتھ ہتک آمیز روّیہ

(۔۔۔جاری)

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/ قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جناب ابو حفص محمد غیاث الدین صاحب نے جو تحریک استحقاق دی ہے اس میں انہوں نے ذکر کیا ہے کہ ان کے حلقہ کے دو اڑھائی سو کے قریب دکانداروں کی property کو نقصان پہنچا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے حلقہ کے حساب سے یہ بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے۔ جس طرح سے انہوں نے بیان کیا ہے کہ یہ ان کو بروقت relief نہیں دلا سکے تو میرا خیال ہے کہ اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اس تحریک استحقاق کو سپیشل کمیٹی نمبر1 کے سپرد کیا جاتا ہے۔ میاں محمود الرشید صاحب غصہ تھوک دیں اور ایوان میں تشریف لے آئیں۔۔۔ میاں صاحب! آپ کا وقت ضائع ہو رہا ہے اس لئے جلدی سے آجائیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! ماشاء اللہ آج تو آپ بڑی sophisticated جیکٹ پہن کر آئے ہیں اور بڑے خوبصورت لگ رہے ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! یہ تو آپ کی آنکھوں کا حُسن ہے۔ یہ حُسن ظن ہے جس پر ایک شاعر نے بھی کہا ہے کہ:

اُن کے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پہ رونق
وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے

جناب سپیکر: میاں صاحب! شاعر کا نام میں بتاؤں یا آپ کو پتا ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! آپ کے کہنے سے تو اور تندرستی آ گئی ہے۔

جناب سپیکر: اللہ خیر رکھے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے آج ایک میٹنگ رکھی ہوئی ہے جس کو چیف سیکرٹری صاحب preside کر رہے ہیں۔ اس میٹنگ کا وقت ساڑھے گیارہ بجے تھا۔ وہاں پر بھی بڑی urgency ہے اور مجھے متعدد بار فون آ چکے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ چلے جائیں۔ صرف آپ کو بھیج رہا ہوں۔ آپ کے لئے exemption ہے کسی اور کے لئے نہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! بہت شکریہ

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! میں بھی اس کمیٹی کا ممبر ہوں اس لئے مجھے بھی جانے کی اجازت فرما دیں۔

جناب سپیکر: جی، آپ ضرور جائیں۔ آپ جاتے جاتے معزز ممبران حزب اختلاف کو اندر بھیجتے جائیں۔ انہیں کہیں کہ مہربانی کر کے جلدی آ جائیں کیونکہ وقت ختم ہو رہا ہے۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! آپ میری ڈیوٹی لگا دیں۔

جناب سپیکر: آپ سمجھ لیں کہ ڈیوٹی لگ گئی ہے لیکن آپ اُدھر جا کر ماچس نہ جلانا۔

جناب محمد وحید گل: جناب سپیکر! یا تو وہ اندر آ جائیں گے یا پھر بالکل باہر چلے جائیں گے۔

جناب سپیکر: آج تو سوہل صاحب بھی آئے ہوئے ہیں اس لئے کچھ بانٹنا چاہئے۔ آج بحث میں حصہ لینے والوں میں محترمہ راشدہ یعقوب صاحبہ، جناب رمیش سنگھ اروڑا اور جناب توفیق بٹ کے نام بھی شامل ہیں۔ میرا خیال ہے کہ آپ رہنے دیں اور ہم حزب اختلاف کو زیادہ سے زیادہ وقت دیتے ہیں۔ آپ مہربانی کر کے بات نہ کریں اور حزب اختلاف کو بات کرنے دیں۔ آج قانون سازی نہیں ہو گی۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان میں داخل ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: میاں صاحب! وقت بہت کم ہے۔ آپ آ گئے ہیں۔ آپ کا بہت شکریہ۔ اب ہم تحاریک التوائے کار شروع کرتے ہیں۔ اس سلسلہ سے پہلے کہ تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کیا

جائے میں ممبران کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مصدرہ 1997 کے قاعدہ (83(e کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن میں اٹھائے گئے معاملہ پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔

تحریک التوائے کار نمبر 728 محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 729 بھی محترمہ حنا پرویز بٹ صاحبہ کی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 736 میاں محمود الرشید صاحب، میاں محمد اسلم اقبال، ڈاکٹر مراد راس اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا کی ہے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سردار صاحب!

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر صاحب سے مخاطب ہوں کہ پنجاب حکومت جب سے معرض وجود میں آئی ہے وہ کہہ رہی ہے کہ ہم روزگار دیں گے اور مہنگائی کو کم کریں گے۔ ضلع لیہ میں میاں محمد شہباز شریف کی پچھلی حکومت میں محکمہ ہیلتھ میں 29 بچوں کو DHQ، THQ's اور BHU's میں بطور کمپیوٹر آپریٹر بھرتی کیا گیا جنہیں بعد میں terminate کر دیا گیا صرف اور صرف اس حوالے سے کہ موجودہ ای ڈی او (ہیلتھ) اور اس سے پہلے والا ای ڈی او (ہیلتھ) مقامی ہیں اور وہاں پاکستان مسلم لیگ (ن) کے ممبران اسمبلی کو دوبارہ خوش کرنے کے لئے جو میرٹ پر بھرتی کی گئی تھی ان 29 بچوں کو terminate کر دیا گیا۔ اس کے بعد وہ لوگ عدالت عالیہ میں گئے۔ میرے ہاتھ میں عدالت عالیہ کا فیصلہ ہے اور وہ 29 بچے آج ہفتہ دس دن ہو گئے ہیں کہ ای ڈی او (ہیلتھ) کے دفتر کے چکر لگا رہے ہیں لیکن ہائیکورٹ کے اس فیصلہ پر عملدرآمد نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: آپ اجلاس کے بعد لاء منسٹر صاحب سے بات کر لیں۔ اب وقت بڑا کم ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی سے یہ گزارش کروں گا کہ جس مسئلہ کی طرف انہوں نے یہ پوائنٹ آف آرڈر اٹھا کر توجہ مبذول کرائی ہے۔ اگر یہ کوئی تحریک التوائے کار لے آئیں یا مجھے لکھ کر دے دیں تاکہ ڈیپارٹمنٹ کے جواب کے مطابق ایوان میں بھی عرض کیا جا سکے اور جو اس کا حل ہوتا ہو گا وہ بھی کروا دیں گے۔

جناب سپیکر: یہ آپ کو مل لیں گے۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! میں ہائیکورٹ کا فیصلہ ان کو دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ فیصلہ دے دیں۔ اب تحریک التوائے کار نمبر670 ہے یہ چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب، سردار محمد آصف نکئی صاحب اور محترمہ جیدہ خالد خان صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، چودھری صاحب! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

پنجاب میں غیر معیاری ادویات اور سپرے سے ہونے والی اموات میں مسلسل اضافہ

چودھری عامر سلطان چیمہ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 19۔ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق عالمی ادارہ صحت نے پنجاب میں غیر معیاری ادویات اور سپرے کے حوالے سے گہری تشویش کا اظہار کیا ہے۔ غیر معیاری ادویات اور سپرے کے استعمال سے سینکڑوں قیمتی جانیں جا چکی ہیں۔ گزشتہ سال جعلی ڈینگی سپرے کی خریداری کا سکینڈل سامنے آیا مگر اسے دبا دیا گیا اور ساڑھے چار سو کے قریب شہری لقمہ اجل بن گئے۔ پی آئی سی میں جعلی ادویات کے سبب پندرہ سو کے قریب مریض جاں بحق ہوئے اور اب جعلی سپرے کے باعث پنجاب میں ملیریا، خسرہ، جلد اور سانس کی بیماریاں پھیل رہی ہیں۔ اس خبر سے عوامی حلقوں، انسانی حقوق کی تنظیموں میں یہ تاثر پایا جا رہا ہے کہ ان غیر معیاری خریداریوں میں کرپشن کا عنصر ہے یا متعلقہ حکام کی نااہلی۔ انہوں نے مطالبہ کیا ہے کہ حکومت ڈبلیو ایچ او کی رپورٹ میں اٹھائے گئے نکات کی وضاحت کرے اور اگر حقائق سے ثابت ہو جائے کہ خریدی گئی ادویات اور سپرے غیر معیاری یا جعلی تھیں تو ذمہ داروں کے خلاف فوری طور پر ایکشن لیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، سندھو صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! مذکورہ تحریک التوائے کار کے جواب میں عرض ہے کہ ڈبلیو ایچ او کی طرف سے کوئی ایسی رپورٹ جاری نہیں ہوئی جس میں سپرے میں استعمال ہونے والی ادویات کو ناقص قرار دیا گیا ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ محکمہ صحت صرف ڈبلیو ایچ او کے منظور شدہ سپرے میں استعمال ہونے والی ادویات ڈبلیو ایچ او کی منظور شدہ فرموں سے

خرید کرتا ہے۔ سپرے میں استعمال ہونے والی ادویات گورنمنٹ کے طے شدہ قوانین کے تحت خریدی جاتی ہیں جس میں خریدی جانے والی دوائی کا لیبارٹری ٹیسٹ کرایا جاتا ہے۔ یہ ٹیسٹ پاس ہونے کے بعد ہی ادویات متعلقہ شعبوں کے حوالے کی جاتی ہیں لہذا یہ امکان نہ ہونے کے برابر ہے کہ سپرے میں استعمال ہونے والی دوائی ناقص تھی۔ جہاں تک انسانی جانوں کے نقصان کا تعلق ہے تو اس میں صداقت نہیں ہے کیونکہ 2011 کی وباء کے بعد 2012 اور 2013 کی اِس وقت کی رپورٹ کے مطابق ڈینگی کے چند سو مریض سامنے آئے اور اللہ کے فضل و کرم سے کسی بھی مریض کی ان دو سالوں میں ڈینگی کی وجہ سے موت واقع نہ ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! مزید برآں عرض ہے کہ اب ڈبلیو ایچ او کی ہدایت کے مطابق سپرے صرف وہاں کیا جاتا ہے جہاں ماہرین نشاندہی کرتے ہیں۔ نئی حکمت عملی کے تحت مچھر کی بجائے لاروے کو مارنے کو ترجیح دی جا رہی ہے اور لاروے کو مارنے والی ادویات سے ملیریا، خسرہ، جلد یا سانس کی بیماریاں پھیلنے کا کوئی امکان نہیں ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ناقص ادویات سے پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں اور دیگر جگہوں پر ہونے والی اموات کا تعلق ہے تو اس پر محکمہ نے بھرپور کارروائی کی ہے اور عدالت کے ذریعہ ذمہ داران کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے بھرپور کوششیں کی جا رہی ہیں۔ جہاں تک خریداری میں کرپشن کا تعلق ہے تو ان کو وزیر اعلیٰ صاحب کی اعلیٰ اختیاراتی معائنہ ٹیم دیکھ رہی ہے۔ اب اس کی رپورٹ آنے کے بعد اس معزز ایوان کو آگاہ کر دیا جائے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: بڑی مہربانی۔ یہ تحریک التوائے کار dispose of کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 671 میاں محمود الرشید صاحب، جناب خان محمد جہانزیب خان کھچی صاحب اور محترمہ سعدیہ سہیل رانا صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی تحریک التوائے کار پڑھیں۔

صوبہ میں محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی جانب سے پراپرٹی ٹیکس میں پانچ گنا اضافے کی تجویز

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "دنیا" مورخہ 20۔ ستمبر 2013 کی خبر کے مطابق لاہور محکمہ ایکسائز نے مہنگائی میں پہلے سے پِسے ہوئے

عوام پر پراپرٹی ٹیکس میں اضافہ کا بم گرانے کے لئے ہوم ورک مکمل کر لیا۔ محکمہ ایکسائز نے بارہ سال بعد پراپرٹی ٹیکس میں اضافہ کے حوالے سے سروے مکمل کیا ہے جس میں مختلف کیٹیگریز میں پراپرٹی ٹیکس کی مد میں پانچ گنااضافہ کرنے کی تجویز دے دی گئی ہے۔ ٹیکس میں اضافہ کی سفارش گزشتہ دس سالوں میں پراپرٹی کی قیمتوں میں ہونے والے بے تحاشااضافہ کی بنیاد پر کی گئی ہے۔ ہر پانچ سال کے بعد پراپرٹی ٹیکس کا نیاسروے کیا جاتا ہے لیکن پنجاب میں بارہ سالوں سے نیا سروے نہیں کیا گیااور شہریوں سے بارہ سال قبل ہونے والے سروے کے مطابق پراپرٹی ٹیکس وصول کیا جارہا ہے۔ پراپرٹی ٹیکس کے نئے ریٹ مقرر کرنے کے لئے صوبائی دارالحکومت کے مختلف علاقوں کا سروے مکمل کر لیا گیا ہے۔ سروے میں تجویز دی گئی ہے کہ کیٹیگری میں جن کمرشل علاقوں سے12روپے مربع فٹ کے حساب سے پراپرٹی ٹیکس لیا جاتا ہے وہاں225روپے مربع فٹ ریٹ لگایا جائے۔ کیٹیگری کمرشل علاقہ میں 8روپے مربع فٹ کے حساب سے ٹیکس کی وصولی کی جاتی ہے وہاں95روپے مربع فٹ ٹیکس لاگو ہونا چاہئے۔ محکمہ ایکسائز حکام کے مطابق ابھی سروے میں تجاویز دی گئی ہیں۔ منظوری ملنے کے بعد یکم جنوری سال2014 سے نئے ریٹ کے مطابق پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کی جائے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ آپ اس کا جواب پھر پڑھ لیجئے گا کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ ٹائم بھی بڑاshort ہے اور لاء اینڈ آرڈر پر بحث بھی کرنی ہے۔اس کوpending کیا جاتا ہے۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اس کو till next week pending کیا جاتا ہے۔ میرا خیال ہے کہ سب کو ہی pendingکر دیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر672 بھیpending ہوتی ہے۔ ویسے بھی تحاریک التوائے کار کاوقت ختم ہو گیا ہے۔

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! اس تحریک کوpendingکرنے کی کوئیtime limitہو گی؟

جناب سپیکر: جی، Next weekتکpendingہیں It may be Monday, Thursday or any day.

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ! میری بات سنیں، آپ اپنا ٹائم خود ضائع کر رہی ہیں۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! بڑی ضروری بات ہے۔

سرکاری کارروائی

بحث

امن وامان پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: اب ہم بحث شروع کرتے ہیں اور گورنمنٹ کی طرف والے ممبران ذرا مہربانی فرمائیں۔ پہلے مجھے بات کرنے دیں۔ جب سپیکر بول رہا ہو تو کم از کم اُس وقت تو خیال کیا کریں۔ میں نے کوئی ضروری بات کرنی ہے جو میں ان سے کر رہا ہوں۔ میں گورنمنٹ کے ممبران سے گزارش کروں گا کہ لاء منسٹر صاحب اس کو wind up کریں گے۔ آپ میں سے کچھ دوست بول چکے ہیں اور کچھ ابھی تک نہیں بولے بہر حال میں اُن سے کہوں گا کہ یہ موقع اپوزیشن کو دیں لہذا اپوزیشن کی طرف سے پہلے نمبر پر محمد صدیق صاحب ہیں جن کا پی پی۔7 ہے وہ بات کریں گے لیکن آپ ذرا ٹائم کا خیال کریں کیونکہ ساڑھے بارہ بجے میں نے اجلاس کو ختم کرنا ہے اور دس منٹ میں نے اُن کو بھی دینے ہیں جنہوں نے اس کو wind up کرنا ہے۔ ان کے بعد تیمور صاحب اور مراد راس صاحب ہیں جنہوں نے بات کرنی ہے لیکن اتنا ٹائم نہیں ہوگا لہذا دو دو منٹ میں بات کرنا چاہیں تو ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! پانچ پانچ منٹ تو دیں۔

جناب سپیکر: میں پانچ منٹ کیسے دوں گا اور ساڑھے بارہ بجے ویسے ہی ٹائم ختم ہو جائے گا۔ Please carry on.

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ مجھے تو دس منٹ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں، دس منٹ کسی کے بھی نہیں ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا۔

جناب سپیکر: کس کو کہا تھا؟

جناب محمد صدیق خان: اِدھر میں سن رہا تھا کہ آپ کے پاس دس منٹ ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، میں نے کہا کہ دس منٹ رہ گئے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! یہاں لاء منسٹر صاحب نہیں ہیں۔ Kindly انہیں بھی بلا لیں کیونکہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: وہ آپ کی بات سن رہے ہیں۔

وزیر انسانی حقوق واقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر! یہ بات کریں میں اس کو note کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر کوئی بھی بیٹھا ہو وہ لکھ رہے ہیں۔ آپ بات تو کریں۔ ایسے ہی ٹائم ضائع ہو رہا ہے۔ مراد راس صاحب! آپ تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! ٹائم کم از کم پانچ پانچ منٹ تو دیں۔

جناب سپیکر: پھر باقی صاحبان کیا نہیں بولیں گے؟

ڈاکٹر مراد راس: وہ بھی بولیں گے۔

جناب سپیکر: چلیں، پانچ منٹ صدیق خان صاحب کے اور پانچ منٹ مراد راس صاحب کے ہیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی شکر گزار ہوں کہ آپ نے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کے لئے مجھے وقت دیا۔ اس وقت پاکستان کی معاشی بدحالی اور پاکستان میں انارکی کی بنیاد ہی لاء اینڈ آرڈر ہے۔۔۔(شور وغل)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔ منسٹر صاحب points note کر رہے ہیں کچھ خیال کریں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! جو incident عاشورہ کے دوران راولپنڈی میں ہوا، میں سمجھتا ہوں کہ جہاں sectarian harmony کو اس incident کے حوالے سے نقصان پہنچا، جہاں ایک بین المذاہب harmony بڑے عرصے کی محنت کے بعد معرض وجود میں آئی تھی وہاں میں یہ بھی کہوں گا کہ پنجاب گورنمنٹ کی mismanagement اور نااہلی کی بنیاد پر راولپنڈی میں اربوں روپے کی جائیداد کا نقصان ہوا، نو یا دس قیمتی جانوں کا نقصان ہوا، لوگ شہید ہوئے اور درجنوں لوگ اس میں زخمی ہوئے بلکہ اس سے بھی بڑی بات یہ ہے کہ sectarian harmony کا جو نقصان ہوا اس کی مثال نہیں ملتی۔ کل لاء منسٹر کہہ رہے تھے کہ اس واقعہ میں جو بھی لوگ ذمہ دار تھے چاہے وہ RPO, CPO یا SP's تھے ان سب لوگوں کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے گی جنہوں نے اپنی inefficiency show کی اور جو اپنی professional ذمہ داری پر عہدہ برآ نہیں ہوئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس

ڈیپارٹمنٹ بالخصوص پنجاب میں انتہائی پیشہ وارانہ صلاحیتوں کا مالک ہے۔اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جس طرح professionalism کے حوالے سے ہماری پاک فوج دنیا کی فوجوں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتی ہے اسی طرح ہماری پنجاب پولیس بھی ایک انتہائی باصلاحیت فورس ہے لیکن اس کی لیڈرشپ کے حوالے سے دیکھیں تو ہوم ڈیپارٹمنٹ تین لوگوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔ ایک لاء منسٹر صاحب lead کر رہے ہیں، دوسرا reform کے حوالے سے ایک اور منسٹر deal کر رہے ہیں اور وزیراعلیٰ تو as a Chief Executive supervise کر رہے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جہاں police functionaries کی بات کی گئی کہ ہم اُن کو انصاف کے کٹہرے میں لائیں گے تو میری درخواست ہو گی کہ بالخصوص جو عاشورہ کے واقعہ کے ذمہ دار ہیں اُن کے خلاف کارروائی کی جانی چاہئے۔اس کے علاوہ لاء منسٹر صاحب کو لاء اینڈ آرڈر assign کیا گیا تھا تو اُن کا احتساب کون کرے گا؟ دوسری بات یہ ہے کہ جب تک سکیورٹی ایجنسیوں کو depoliticize نہیں کیا جائے گا یہ لاء اینڈ آرڈر کنٹرول نہیں ہو گا۔آپ دیکھیں کہ جب چیف منسٹر کا انتخاب ہوا تھا تو انہوں نے پولیس اور پٹواری کلچر کے خاتمے کی بات کی تھی۔ میں لاء منسٹر سے درخواست کروں گا کہ کیا وجہ ہے کہ ٹیکسلا میں چار SHO’s post کئے جاتے ہیں لیکن ایک PSP افسر جو اس ملک کے assets اور ہمارا brain ہیں تو ایک دن اس کی posting ہوتی ہے اور دوسرے دن اس کی ٹرانسفر ہو جاتی ہے۔ جب تک پولیس اور سکیورٹی ایجنسیوں کو depoliticize نہیں کیا جائے گا اُس وقت تک ہم ان کی کارکردگی پر objection نہیں اٹھا سکتے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ساری ذمہ داری اُن پر عائد ہوتی ہے جو تین منسٹر ان ساری چیزوں کو کنٹرول کر رہے ہیں۔اس کے علاوہ چیف سیکرٹری اور ہوم سیکرٹری پر بھی یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور وہ بھی جوابدہ ہیں کیونکہ راولپنڈی میں جہاں قیمتی جانیں ضائع ہوئی ہیں وہاں میں سمجھتا ہوں کہ sectarian harmony کو جو نقصان پہنچا اس کی تلافی پاکستان کے حوالے سے کبھی بھی نہیں کی جا سکتی۔ میں یہ بھی درخواست کر رہا تھا کہ آج پولیس اور پٹواری کلچر اپنی آخری حدوں کو چھو رہا ہے جس طرح کہ میں نے ذکر کیا کہ منسٹرز جواب دیں گے کہ چار دنوں میں ٹیکسلا میں چار ایس ایچ اوز کی تعیناتی کس قانون کے تحت ہوتی ہے؟ ایک پی ایس پی آفیسر کی تعیناتی ایک دن میں ہوتی ہے تو دوسرے دن اس کا تبادلہ ہو جاتا ہے۔ جب تک یہ political victimization ختم نہیں ہو گی اور جب تک سکیورٹی ایجنسیز کو depoliticize نہیں کیا جائے گا اس وقت تک ان کی کارکردگی پر بات کرنا ہمارے لئے شرم کی بات ہے۔آپ دیکھ سکتے ہیں کہ پچھلی regime پنجاب elite forces regime, جو کہ

professional highly،equipped highly ہےprofessionalismکے ساتھ ، انہوں نے دہشت گردی کے خلاف لڑنا ہے،انہوں نے car snatchingکے خلاف لڑنا ہے،انہوں نےrobbersکے خلاف لڑنا ہے تو1200میں سے ایک ہزار لوگوں کی تعیناتی تو رائیونڈ میں کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر:بہت شکریہ،ڈاکٹر مراد راس صاحب!

ڈاکٹر مراد راس: شکریہ۔ جناب سپیکر!میں یہاں سے بات شروع کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں پولیس کو saluteکرنا چاہئے کہ جن حالات میں وہ کام کر رہی ہے۔ ہم ان سےexpectبہت زیادہ کرتے ہیں اور جن حالات میں انہیں کام کرتا ہوا دیکھ رہے ہیں ناں، میں نے خود جو حالات دیکھے ہیں تو میں اس جگہ سے شروع کرتا ہوں جہاں ہم سمجھتے ہیں کہ ان کے حالات بہترین ہیں۔ میں اپنے حلقہ گلبرگ تھانہ نصیر آباد سے شروع کرتا ہوں۔ ہم ان سے ایسی چیزیںexpectکرتے ہیں کہ یہ ہمارے لئے سب چیزیں کریں،پولیس والوں پر جتنی ذمہ داریاں ڈالی جاتی ہیں توآپ صرف تھانہ نصیر آباد کی وہاں جاکر حالت دیکھ لیں کہ ایک جوتوں کے کارخانہ کے اندر یہ تھانہ بنایا گیا ہے۔یہmainگلبرگ کی بات آپ کو بتا رہا ہوں۔ وہاں پر آپ جاکر دیکھیں، میرے پاس اس موبائل کے اندر تصاویر ہیں، دیواروں کے اندر "کھپے" ہیں جو کہ ہوا کے لئے کئے گئے ہیں۔ ایک بستر اور چارپائی پڑی ہے جس پر اسے پوچھا کہ سونے کے لئے جگہ کون سی ہے تو اس نے جواب دیا کہ یہی میرا گھر ہے،یہاں پر میں سوتا ہوں اور ایک کرسی میز لگائی ہوئی ہے جبکہ ساتھ 10 موٹر سائیکل کھڑے ہوئے ہیں جو کہ انہوں نے پکڑے ہوئے ہیں۔ان حالات میں اگر کام کیا جا رہا ہو،لاہور شہر کےbestپوش علاقے کے اندر تو سوچیں کہ لاہور سے باہر کے علاقوں میں تھانوں کے کیا حالات ہوں گے ؟ ہم ان سے کیاexpectکرتے ہیں کہ یہ performکریں،جتنیresponsibilityہم ان کے اوپر ڈالتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:یہ چیزیںnoteکریں حضرت صاحب!

وزیر انسانی حقوق و اقلیتی امور (جناب خلیل طاہر سندھو): جناب سپیکر!میں سارےpointsلکھ رہا ہوں اور اگر آپ کہیں تو میں ان کی ساریspeechسنا سکتا ہوں۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر!میں آپ کو اپنے ساتھ نصیر آباد تھانے میں لے چلتا ہوں کہ وہاں پر حالات کیسے ہیں اور آپ کس طرحexpectکرتے ہیں؟اس کے بعد political victimization

کے case جن کے میرے پاس ثبوت ہیں اور میں ہوائی باتیں نہیں کرتا اور آپ کو پتا ہے کہ میں facts کے ساتھ یہاں بات کرتا ہوں۔ ہمارے ماڈل ٹاؤن تھانے میں دو case دھمکیوں پر ہوئے ہیں جو کہ ہماری پارٹی پی ٹی آئی کے کارکن ہیں۔ دھمکیوں پر کون case کرتا ہے ورنہ روزانہ کی ایک ہزار ایف آئی آر درج ہونی چاہئیں۔ کسی نے کسی کو دھمکی دی اوپر سے pressure ڈالا گیا کیونکہ دھمکی کی ایف آئی آر تب تک نہیں درج ہوتی جب تک ایس پی صاحب نہ کہیں، ایس ایچ او نہیں درج کر سکتے اس لئے ایس پی صاحب کی طرف سے کوئی pressure آیا تھا جس پر یہ پرچہ درج ہوا تھا۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ ان چیزوں کے اندر political victimization کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ اب وہ وقت گزر گیا ہے اور میرا خیال ہے اب اس سسٹم کو ٹھیک کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں ابھی صرف اپنے حلقہ کی بات کر رہا ہوں کہ ایک حلقے کے کتنے problems ہیں اور ان حلقوں کے اندر یہ problems نہیں ہونے چاہئیں۔ باہر کے حلقوں کے بارے میں سوچیں کہ ان کے ساتھ کیا ہو رہا ہوگا۔ آپ مکہ کالونی کی طرف چلے جائیں جو کہ گلبرگ کی side ہے، آپ قربان لائن کی side پر چلے جائیں تو میں آپ کے سامنے ثبوت کے طور پر لوگ لا کر کھڑا کر سکتا ہوں جنہوں نے کہا ہے کہ یہاں پر جو بھی drug dealing ہو رہی ہے وہ پولیس کے ذریعے ہو رہی ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ جو چیزیں وہاں پر ہو رہی ہیں، لوگ میرے سامنے آ کر پتا ہے مجھے کیا کہتے ہیں؟ آپ یہ سوچیں کہ انہوں نے مجھے کہا ہے کہ ہمارا نام نہ لینا اور ہمارا بتانا نہیں ورنہ وہ ہمیں چھوڑیں گے نہیں کیونکہ یہ لوگ کمزور ہیں، ان کے ساتھ کوئی کھڑا ہونے والا نہیں ہے۔ میں نے انہیں کہا کہ میرے ساتھ چلیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان کے ساتھ کیسے زیادتی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر! زیادتیاں جو ہو رہی ہیں وہ کمزور کے ساتھ بھی ہوتی رہی ہیں اور کمزور کے ساتھ ہی ہو رہی ہیں اور میں بھی دیکھتا ہوں کہ پولیس کیوں involve ہوئی ہے؟ ہم اس کے پیچھے بھی تو جائیں کہ پولیس کیوں involve ہے کیونکہ جن حالات میں انہیں trained کیا گیا، ٹریننگ تو ان کی ہے ہی نہیں۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ان کی ٹریننگ کوئی نہیں ہے۔ جو تنخواہیں انہیں دی جا رہی ہیں اور جن حالات میں انہیں رکھا جا رہا ہے تو وہ بھی سوچتے ہوں گے کہ ہم نے بھی اپنا گھر چلانا ہے، کہیں سے پیسے بنانے ہیں اور کچھ کرنا ہے تو اس کے لئے کون سے طریقے ایجاد کئے جائیں؟ یہ actual facts ہیں اور یہ factual position ہے۔ اگر اس کی 10/15 ہزار روپے تنخواہ ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ اس کے پانچ یا دس بچے ہیں یا جس طرح اس نے اپنے گھر کو چلانا ہے تو پھر وہ بھی طریقے ڈھونڈے گا۔ ہمیں ان

کی طرف جانا ہے۔ بجائے اس کے کہ اوپر سے "جھرلو" پھیر دیں کہ نہیں جی، یہ actual problems ٹھیک ہو جائے گا، یہ اس کے پاس چلے جائیں یا اسے تبدیل کروا دیں۔ بندے تبدیل کرنے سے کچھ ہو گا نہ یہ temporary bandage لگانے سے کوئی کام ہو گا۔ جب تک ہم original problems کے پیچھے نہیں جائیں گے، پولیس والوں کی ایجوکیشن، ان کی ٹریننگ اور ہم جو انہیں کام کرنے کی environment دے رہے ہیں تو کم از کم انہیں ہم پوری چیزیں تو دیں، ان کے پاس سامان نہیں ہے۔ ایک دفعہ میں نے ایف آئی آر درج کروائی اور کسی کو پکڑنے جانا تھا تو انہوں نے کہا کہ آپ کی گاڑی میں جا کر پکڑنا ہے۔ اب آپ یہ حالات دیکھیں کہ میں نے اپنی گاڑی میں مجرم کو پکڑنے کے لئے جانا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ وہ گاڑی انہیں donate کر دیتے۔

ڈاکٹر مراد راس: جناب سپیکر! میری گاڑی پر raid ہو رہی ہے اور میری گاڑی پر ہی مجرم کو پکڑا جا رہا ہے۔ یہ حالات ہیں جو actual picture ہے۔ اس سے ذرا نکل کر میں تھوڑا سا باہر آنا چاہتا ہوں کہ لاہور کے حالات کیسے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ پانچ سالہ بچی سنبل کا case ہوا لیکن ابھی تک کوئی نہیں پتا کہ اس پر کیا ہوا ہے، کسی تفصیل کا نہیں پتا، کچھ نہیں پتا کہ آج تک اس بچی کی جو ویڈیو ٹیپس تھیں اور سب کچھ تھیں، ہمارے پاس کیوں ابھی تک یہ چیزیں نہیں آئیں جن پر ہم analysis کر سکیں اور یہ کس طرح ہو گا؟

جناب سپیکر! میں صرف دو باتیں اور کرنا چاہتا ہوں کہ protection of witness، ہماری problems تب تک ختم نہیں ہوں گی جب تک ہم witnesses کو protection نہیں دیں گے۔ Witness کو protection نہیں ملے گی اسی لئے یہاں پر کوئی پکڑا نہیں جاتا اور جب پکڑا جاتا ہے تو چھوڑ دیا جاتا ہے کیونکہ witness کو ہم protection نہیں دے رہے۔ جب تک witness کو protection نہیں دی جائے گی اس وقت تک اس ملک کے 90 فیصد سے زیادہ cases جو ہیں وہ حل نہیں ہوں گے۔ آخری بات یہ ہے کہ ان حالات کو بہتر کرنے کے لئے ہمیں basics کو پکڑنا پڑے گا اور جو اس کی roots ہیں ادھر جانا پڑے گا بجائے اس کے کہ ہم ہوائی mandate کی بات کرتے رہیں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ، لاء منسٹر صاحب! دس منٹ کے لئے ایوان کا وقت ہم بڑھاتے ہیں اور آپ اسے wind up کر دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر محترمہ شُنیلارُوت اور جناب خرم شہزاد نے کھڑے ہو کر
بیک آواز کہا کہ ان کا نام بھی تقریر کے لئے ہے)

جناب سپیکر: نام سب کا ہے لیکن وقت نہیں ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں بڑا مختصر wind up کر دوں گا۔ اگر آپ کے پاس دس منٹ ہیں تو بے شک دو مقررین کو مزید وقت دے دیں تاکہ وہ بھی بات کر لیں۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ شُنیلارُوت صاحبہ! یہ رتھ ہے یا رُوت۔

محترمہ شُنیلارُوت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا نام شُنیلارُوت ہے۔ اس کی تصحیح کر لیں۔ لاء منسٹر صاحب کی تقریر میں نے بڑے غور سے سنی اور انہوں نے Law & Order کی بہت ہی خوبصورت picture gallery پیش کی۔ کاش کہ پنجاب میں ایسا ہی ہوتا۔ Crimes کے حوالے سے انہوں نے جو facts & figures بتائے میں انہیں چیلنج نہیں کرنا چاہتی کیونکہ وہ بڑے محترم ہیں اور درست فرما رہے ہوں گے لیکن میں اپنا ہی ایک واقعہ بتانا چاہتی ہوں کہ جب میرے اوپر ایک حملہ ہوا جو کہ ڈکیتی کا ایک واقعہ تھا۔ اس کی تھانے میں ایف آئی آر بھی درج ہوئی اور جب مجھے 15/10 دنوں کے بعد ہوش آیا تو میں تھانے گئی تو اس ڈکیتی کا تھانے کے ریکارڈ میں ذکر نہیں تھا۔ میں نے تھانیدار سے پوچھا کہ آپ کے پاس ڈکیتی کا کوئی case نہیں آیا جبکہ مجھے پتا ہے کہ میرے علاقہ میں کم از کم 4/5 cases اسی ہفتے میں ہوئے ہیں۔ انہوں نے مجھے جواب دیا کہ ہم ان کو ریکارڈ نہیں کرتے کیونکہ اس سے ہماری کارکردگی پر اثر پڑتا ہے اور ہماری پوچھ گچھ ہوتی ہے۔ یہ عالم ہے ہمارے ریکارڈ اور facts and figures کا۔

جناب سپیکر! ماڈل ٹاؤن میں جو ہمارے چیف منسٹر اور پرائم منسٹر کی آبائی رہائش گاہ ہے وہاں پر خواتین زیور پہن کر گھروں سے باہر نہیں نکل سکتیں۔ وہاں پر آر۔ بلاک اور ایف۔ بلاک کے درمیان ایک پلی ہے بظاہر تو وہاں پر پولیس کے ناکے لگے ہوتے ہیں لیکن جس دن وہاں کوئی کارروائی ہونی ہوتی ہے تو پولیس وہاں سے غائب ہو جاتی ہے۔ وہاں عورتوں کا زیور لوٹا جاتا ہے، موبائل فون اور نقدی چھینی جاتی ہے۔ اسی طرح کا سلسلہ این۔ بلاک اور آر۔ بلاک میں بھی دیکھنے میں آیا۔

جناب سپیکر! پراپرٹی کے حوالے سے میں یہ ضرور کہنا چاہوں گی کہ چرچ کی بہت سی پراپرٹیاں ایسی ہیں جن پر ناجائز قبضے ہوئے ہیں اور حکومت کو ان کا علم بھی ہے۔ لاء منسٹر صاحب جانتے

ہیں Human Rights and Minorities کے منسٹر کو بھی اس کا علم ہے لیکن ابھی تک اس پر کوئی پیشرفت نہیں ہوئی۔ گوشۂ امن کو مسمار کر دیا گیا، اس کو bulldoze کر دیا گیا اور لاء منسٹر نے اس کی assurance دی کہ اس پر عملدر آمد کروائیں گے لیکن آج تک اس پر عملدر آمد نہیں ہوا۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ یہ غریب مسیحیوں کی جگہ ہے، ہم بھی اس ملک کے رہنے والے ہیں، ریاست کا فرض ہے کہ وہ ہماری بھی حفاظت کرے۔ یہاں sectarianism کی بات ہوئی، لاؤڈ سپیکر اور ایک اور مٹیریل جس پر already پابندی لگی ہوئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بہت مہربانی، بہت شکریہ۔ اب آپ تشریف رکھیں۔ جی، خرم شہزاد صاحب!

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! میں تو اپنے حلقے کی بات کروں گا کیونکہ تھانہ کلچر پر ڈاکٹر مراد راس نے بڑی تفصیل سے بات کی ہے۔ میرے حلقے کی لاء منسٹر کے حلقے کے ساتھ دیوار کے ساتھ دیوار ہے۔ وہاں اس وقت یہ پوزیشن ہے کہ وہاں تین وارداتیں ہوئی ہیں۔ بچوں کو اغواء کیا گیا، ڈاکٹر شہزاد کے بیٹے کو اغواء کیا گیا جس کو تاوان دے کر بازیاب کروایا گیا لیکن ملزم ابھی تک نہیں پکڑے گئے ہیں۔ ڈاکٹر لیسین کے گھر میں ڈیڑھ سے دو کروڑ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے لیکن ابھی تک ملزمان کا کوئی سراغ نہیں ملا۔ سول لائن میں دو سے اڑھائی کروڑ روپے کی ڈکیتی ہوئی ہے اس کے بھی ملزمان نہیں پکڑے گئے۔ جب لوگ تھانے جاتے ہیں تو ایف آئی آر درج کرانے کے لئے ان کو ایم پی اے، ایم این ایز کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر اُس جگہ پر یہ حال ہے تو بقایا جگہوں پر کیا حال ہو گا؟

جناب سپیکر: ابھی اُن سے پتا کرتے ہیں کہ کیا معاملہ ہے۔

جناب خرم شہزاد: جناب سپیکر! میں نے تو cases بھی بتائے ہیں کہ یہ تین cases ہیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ وہاں والدین بچوں کو سکول بھیجنے سے بھی قاصر ہیں، پریشان ہیں اور وہ اپنے بچوں کو سکول بھیجتے ہوئے گھبراتے ہیں۔ میں لاء منسٹر صاحب سے request کرتا ہوں کہ وہ اس بارے میں ہمیں ضرور بتائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر! اب آپ اس کو wind up کریں کیونکہ جمعہ کا ٹائم ہے اور لوگوں نے جانا بھی ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ میں اس کو حتی المقدور مختصر رکھوں گا۔ میں مجموعی اور ابتدائی طور پر تمام ممبران کا شکریہ

ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے اس بحث میں اتنی دلچسپی لی۔ جو بحث ہم ایک دن کے لئے رکھنا چاہ رہے تھے وہ بحث آج ہم تیسرے دن conclude کر رہے ہیں۔ ابھی بھی کچھ صاحبان بیٹھے ہیں جو اپنی تجاویز پیش کرنا چاہتے تھے میں ان سے گزارش کروں گا کہ اگر ان کے پاس تجاویز ہیں تو وہ in writing مجھے دے دیں تاکہ ان سے ہمیں راہنمائی حاصل ہو۔

جناب سپیکر: جو معزز ممبران اپنی تجاویز دینا چاہتے ہیں وہ لاء منسٹر کو in writing دے دیں۔

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں اس شکریہ اور اس یقین دہانی کے ساتھ اپنے معزز بھائیوں کو کہنا چاہتا ہوں کہ ہم ان کی ہر بات سے راہنمائی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے اور لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ جو Law Enforcing Agencies اور Intelligence Agencies ہیں ان کی کارکردگی کو مزید بہتر بنانے کی کوشش کریں گے۔ آئندہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کا سلسلہ جاری بھی رکھیں گے۔ جس طرح خرم شہزاد صاحب نے بات کی ہے کہ فیصل آباد میں ایک ڈکیتی اور اغواء کی واردات ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! فیصل آباد میں آج سے دو دن پہلے چار ڈاکو پولیس مقابلہ میں ہلاک ہوئے، اس سے تین دن پہلے دو پولیس کانسٹیبل شہید بھی ہوئے۔ یہ ایسا نہیں ہے کہ انتظامیہ ایک طرف بالکل ہٹ کر بیٹھی ہے بلکہ پوری کوشش کی جا رہی ہے کہ criminals کو کنٹرول کیا جائے، ان کے پیچھے جایا جائے اور صورتحال کو بہتر سے بہتر بنایا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ اب اس وقت جو آبادی کی صورتحال اور شہروں کا حجم ہے اس کے حساب سے ہمیں یہ چاہئے تھا اور کاش ایسا ہوتا کہ ہم اپنے شہروں میں ماڈرن ٹیکنالوجی آج سے دس پندرہ سال پہلے لے آتے تاکہ آج ہمارا شمار International cities میں ہوتا اور ہم بھی یہ کہہ سکتے کہ ہمارے شہروں میں minimum crime ہے۔ آج صبح وزیر اعلیٰ پنجاب نے لاہور میں Command and Control Centre کا افتتاح کیا ہے جو billions روپے پر محیط منصوبہ ہے اور یہ ماڈرن ٹیکنالوجی ہے جسے IC-3 کہتے ہیں۔ اس وقت لندن اور دنیا کے چند شہروں میں اس ٹیکنالوجی کو اپنایا گیا ہے۔ یہ وہ ٹیکنالوجی اپنائی جا رہی ہے جس تین ہزار کیمروں کی مدد سے cover کیا جائے گا۔ اسی طرح سے باقی شہروں میں بھی یہ منصوبہ لایا جائے گا۔ اس سے پورا شہر کیمروں کی مدد سے ایک Command and Control Centre میں بیٹھ کر دیکھا جا سکے گا۔ اس ٹیکنالوجی سے criminals کو crime کرنے سے پہلے روکنے اور بعد میں detection میں بہت بڑی مدد ملے گی بلکہ ایک انقلابی صورتحال پیدا ہوگی۔ اس طرح 3.5۔ارب روپے کی لاگت سے جو فرانزک لیبارٹری،

میں سمجھتا ہوں کہ وہ آج سے تیس سال پہلے اس ملک میں بنی چاہیئے تھی اور آج وہ اپنی پوری توانائی کے ساتھ function ہوتی۔ اس لیبارٹری کو مکمل ہوئے ایک سال ہوا ہے اور تین سالوں میں وہ انشاء اللہ تعالیٰ وہ پوری طرح سے functional ہو جائے گی۔ وہاں اب بھی تقریباً 35 فیصد کام کیا جارہا ہے۔ فرانزک لیبارٹری سے کم از کم چودہ پندرہ قسم کی evidence collect کر کے دی جائیں گی۔ جس فرد کی نشاندہی کریں گے وہ پوری دنیا کے 5.5 یا 6۔ارب انسانوں میں سے وہی ہو گا جس کی فرانزک لیبارٹری سے نشاندہی ہو گی۔ یہ سلسلہ بھی جاری ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں نے پولیس میں induction کی بات کی تھی۔ ہم تھانوں میں نہ صرف human source بہتر دینے جارہے ہیں تاکہ عام رویوں میں اور typical تھانے داری کے ماحول میں فرق پڑے بلکہ تمام تھانوں کی CCTV کیمروں کی مدد سے اس Command and Control Centre میں بیٹھ کر integrated supervision کی جائے گی۔ یعنی یہاں سے بیٹھ کر پولیس کے high-ups اور ذمہ دار لوگ یہ دیکھ سکیں گے کہ ڈیرہ غازی خان کے فلاں تھانے میں یا وہاڑی کے فلاں تھانے میں اس وقت کون آدمی ڈیوٹی پر ہے، کون شخص complaint درج کروانے کے لئے آیا ہے اور اس کے ساتھ کس طریقے کا برتاؤ کیا گیا ہے۔ یہ وہ interventions ہیں جنہیں آج سے بہت پہلے ہونا چاہئے تھا لیکن نہیں ہوا۔ بہر حال اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب اور پنجاب حکومت کام کر رہی ہے۔ ہمارا یہ فرض ہے اور اس بات کا احساس بھی کیا گیا ہے۔ یہی وہ چیزیں ہیں جن کو ہم آہستہ آہستہ بتدریج جب enforce کر لیں گے، میری بتدریج سے مراد دس سال نہیں ہے بلکہ بتدریج سے مراد انشاء اللہ اگلے دو اڑھائی سال ہیں۔ جب یہ ساری چیزیں مکمل ہو جائیں گی تو انشاء اللہ اس سے crime میں فرق پڑے گا، prosecution مضبوط ہو گی اور ملزموں کو سزائیں دینے میں مدد ملے گی۔ فرانزک لیبارٹری کے ذریعے جو تفتیش ہو گی یعنی تفتیشی کے پاس یہ موقع ہی نہیں ہو گا کہ وہ پیسے لے کر کسی بے گناہ کو پھنسائے یا کسی گنہگار کو چھوڑ دے۔ وہ evidence ایسی ہو گی جس کو نہیں بٹھایا جاسکے گا، جس کو اس کے بیان سے resale نہ کروایا جاسکے گا، scientific evidence کو دبایا نہیں جاسکتا ہے۔ یہ ساری چیزیں، ساری interventions پر تیزی سے اور commitment سے عمل ہو رہا ہے اور اس کے نتیجے میں انشاء اللہ تعالیٰ میں اس معزز ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ پنجاب میں امن وامان کی صورتحال بہتر ہو گی۔ میں یہ بھی یقین دلاتا ہوں کہ جو تجاویز انہوں نے دی ہیں وہ ہماری راہنمائی کا باعث بنیں گی۔۔۔

جناب سپیکر: دومنٹ ٹائم بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! اس معزز ایوان میں ہونے والی discussion سے راہنمائی پاکر ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس صوبے میں امن وامان کی صورتحال کو مزید بہتر کریں گے۔ سپیکر صاحب آپ اور ان معزز ممبران کا جنہوں نے اس بحث میں حصہ لیا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! انہوں نے میری بات کا جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور(رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! جن انفرادی واقعات کا معزز ممبران نے ذکر کیا ہے وہ باقاعدہ۔۔۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں کہہ رہا ہوں کہ ٹیکسلا میں چار ایس ایچ اوز چار دن میں تبدیل کئے گئے۔ دوسرا میں یہ کہہ رہا تھا کہ ایک اے ایس پی ایک دن میں ٹرانسفر کیا گیا، تیسرا میں یہ کہہ رہا تھا کہ جو سانحہ راولپنڈی میں ہوا ہے وہاں ذمہ داری صرف پولیس پر ڈال دی گئی ہے اور جو ہوم ڈیپارٹمنٹ کو کنٹرول کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں اب مہربانی کریں۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہوا لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 9۔دسمبر کو سہ پہر 3 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔